جنابِ زہرا
سلام اللہ علیہا
حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا

مؤلف

حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی

خلیفۂ مجاز دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باہوؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی

فروغِ ادب اکادمی
FAA
لاہور • گوجرانوالہ • اسلام آباد
www.faapk.com

نام کتاب : جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا
تالیف : حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی
سال اشاعت : 2015ء
کمپوزنگ : سجاد کمپوزنگ سنٹر دین پلازہ گوجرانوالہ
ناشر : فروغ ادب اکادمی۔گوجرانوالہ
ہدیہ : 250 روپے

﴿ملنے کے پتے﴾

۱۔ڈیرہ قصرِ سلطانی۔دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باہوؒ
۲۔سلطان العارفین ایجوکیشنل کمپلیکس،کوٹھی حق باہو موڑ سمن آباد لاہور
۳۔فروغِ ادب اکادمی،۸۸۔بی سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ
۴۔بزمِ نعت لائبریری۔نعت مرکز حافظ آباد
۵۔چشمہء فیضانِ سلطانی،راجہ چوک حافظ آباد
۶۔بخاری آئیڈل سکول،محلہ بہاولپورہ شرقی کسو کے روڈ حافظ آباد
۷۔کالج بکڈپو،نزد گورنمنٹ ڈگری کالج حافظ آباد
۸۔مکتبہ اعلیٰ حضرت،شیخ جلال دین مارکیٹ،حافظ آباد

انتساب

گلشنِ زہرا سلام اللہ علیہا
کے ہر پھول اور کلی کے نام

با اُمید
من و دست و دامانِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فہرست

(مبارک سیرتِ پاک جنابِ زھرا سلام اللہ علیہا)

دیباچہ

بارگاہِ خیر الوریٰ ﷺ کے بعد پوری کائنات میں بارگاہِ خیر النساء سلام اللہ علیہا ہی ہے جس پر یہ شعر صادق آتا دکھائی دیتا ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

اپنی تمام تر کم مائیگی کے باوجود خوش بخت ہوں کہ حُبِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وآلِ محمد علیہ السلام والدین سے ورثے میں ملی ہے۔ سیّدہ پاک زہرا سلام اللہ علیہا کی ذات گرامی کے تقدس، عفت، عصمت، عظمت، رفعت اور سیرت پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور تا قیامِ قیامت آپ کی بارگہِ مقدسہ میں ارض وسماوات کے گوشے گوشے سے محبت ومودت اور غلامی کے پھول پیش ہوتے رہیں گے۔ یہ بارگاہ ہی ایسی بلند و برتر ہے کہ اکابرینِ اُمّت سے لے کر ملائکہ تک بلکہ مخلوقاتِ ارض وسما یہاں دم بخود ہیں۔ عرصۂ دراز سے یہ تمنا تھی کہ آپ سلام اللہ علیہا کی سیرت مطہرہ پر حسبِ توفیق کتاب لکھ کر قوم کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے پیش کی جائے جو مختصر مگر جامع ہو جسے خواتین خانہ سے لے کر معلمات تک ایک دونشستوں میں بآسانی پڑھ سکیں۔ آپ سلام اللہ علیہا کی سیرت پاک پر بہت ضخیم اور طویل کتب بھی تصنیف کی گئی ہیں۔ ان سب کتب کی موجودگی میں ایک تو یہ بات ضروری سمجھی کہ سیّدۂ کائنات سلام اللہ علیہا کا سوانحی خاکہ عام فہم اور سادہ زبان و الفاظ میں ہو کہ ہر کوئی استفادہ کر سکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق، حضور ﷺ کی رحمت، پیرومرشد حضور شہزادہ قمر سلطان کی نگاہِ فیض، رہبرِ اکمل باوا ارشاد علی سلطانی اور میرے والدین کی اور سادات کرام بالخصوص محترمہ آپی سرکار شہزادیٔ آلِ رسولؐ، مرشد زادی طیبہ طاہرہ سیّد سلطانی کی دعاؤں اور کاوشوں سے فقیر نے یہ سعی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اسے میرے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔

نیز میرے اساتذہ کرام اور مشفق ومکرم علماء کرام کی زندگیاں بھی اللہ دراز فرمائے اور انہیں سدا خوش وخرم رکھے جنہوں نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنی دعاؤں بھرے تاثرات سے نوازا۔

کتاب کے آخری باب میں جناب سیّدہ پاک سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں اردو اور پنجابی کے نامور شعرائے کرام کا منظوم خراجِ عقیدت بھی پیش کیا جارہا ہے تاکہ ذکر سرورِ کائنات ﷺ کی محافل میں خطیب، نقیب اور نعت خواں حضرات اس سے استفادہ کر سکیں۔

خدا کرے کہ فقیر کی یہ نوکری مخدومۂ کائنات سلام اللہ علیہا قبول فرمالیں۔

ممتاز کا فقط یہ تعارف ہے دوستو!
ہے اُمتی نبیؐ کا، عقیدت، بتولؑ ہیں

گدائے سلطان العارفینؒ
حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی
خلیفہ مجازِ دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باہوؒ
نائب صدر بزمِ نعت پاکستان
چشمۂ فیضانِ سلطانی، راجہ چوک حافظ آباد

محبت اہلِ بیت علیہم السلام

محبتِ اہلِ بیت اطہار علیہم السلام ایمان کا جزوِ لازم ہے، یہ گھرانہ صَلّواعَلَیْہِ وآلِہٖ کا مصداق ہے۔ اہلِ بیت پاک علیہم السلام کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرنا "درود پاک" کے ضمن میں ہی شامل ہے۔ ثنائے ختم الرسلین ﷺ اور مدحتِ آلِ عبا کا سلسلہ زمان ومکان کی حدود وقیود سے ماوراء ہے۔ خصوصی طور پر پنجتن پاک علیہم السلام کی بزم میں جناب بی بی پاک زہرا سلام اللہ علیہا کی ذاتِ گرامی انوارِ الٰہیہ وتجلّیاتِ محمدیہ ﷺ کا مہبط ہے۔ جن کے دروازۂ تقدس پر فرشتے بھی باادب، دست بستہ اور سرخمیدہ سلامِ غلامی پیش کرتے ہوئے فخر کرتے ہیں۔ خوش نصیبی ہے کہ ہمارے پیارے حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی صاحب نے "جناب زھرا سلام اللہ علیہا" کے نام سے بی بی پاک سلام اللہ علیہا کا سوانحی خاکہ مرتب کر کے اپنی عقیدتوں کو معتبر کیا ہے۔ یہ ایک ایسی مختصر، مستند، مدلّل اور منفرد پیش کش ہے جو ایجاز واختصار کا مرقع ہے۔ ہر طبقۂ خواتین کے لیے اس میں رہبری وراہنمائی کا سامان موجود ہے۔ اللہ کریم ہمارے حافظ ممتاز صاحب کو مزید جذبۂ عشق و مودّت مرحمت فرمائے ان کی عمر دراز فرمائے اور درِ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا صدقہ ان کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

الحاج صاحبزادہ قمر سلطان امیر افضل مدظلّہ

ہدیۂ تبریک

اونچا ہے سب سے مرتبہ بنتِ رسولؐ کا
پایا نہیں کسی نے بھی پایہ بتولؑ کا
غازہ بنایا شوق سے ہر حُور نے خضرؔ
اُمِ حُسینؑ زہرؑا کے قدموں کی دُھول کا

....☆....

کیا بات رضؔا اُس چمنستانِ کرم کی
زہرؑا ہے کلی جس میں حسینؑ اور حَسنؑ پھول

ملکہ ملکِ سخاوت، مطلعِ چرخِ کرامت، سرچشمۂ صبر ورضا، اُمِ شہیدانِ وفا، نُورِ چشمِ خیرالوریٰ ﷺ، خیرالنساء، خاتونِ جنّت، سیّدہ، طیبہ، طاہرہ، سیّدۂ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا بتول پاک سلام اللہ علیہا نبی پاک ﷺ کی چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ وہ پیاری بیٹی جن کے لیے آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''فاطمہ سلام اللہ علیہا! میرے جگر کا ٹکڑا ہے'' وہ پیاری اور لاڈلی بیٹی جن کا استقبال نبی کریم ﷺ خود کھڑے ہو کر فرماتے اور اُن کے لیے فِدَاكَ اُمِّيِ وَاَبِی فرماتے۔ آپ سلام اللہ علیہا کی شان بیان کرنے کا کوئی انسان حق تو ادا نہیں کر سکتا مگر میرے بہت ہی پیارے عزیزم حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی نے اپنی عقیدت اور محبت کا اظہار کرنے کے لیے جو قلم اٹھایا ہے۔ میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ پاک حافظ ممتاز صاحب کا یہ نذرانہ قبول فرمائے اور ان کے علم وعمر میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

دعا گو

صاحبزادہ سید فدا حسین شاہ حسینی

حرفِ عقیدت

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیّدی یا رسول اللہ ﷺ

بندۂ ناچیز نے محترم **حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی** صاحب کی مرتب کردہ کتاب بعنوانِ مقدس ''جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا'' کا بیشتر مقامات سے مطالعہ کیا ہے۔ مجھے حقیقی طور پر یہ اعتراف ہے کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس مقدس عنوان پر خامہ فرسائی کرسکوں۔ میں جو یہ چند سطور لکھ رہا ہوں یہ تقریظ کے لیے نہیں بلکہ سیّدہ سلام اللہ علیہا کے غلاموں میں شامل ہونے کے لیے لکھ رہا ہوں کہ جب اس کتاب کو پڑھ کر اللہ کریم کسی کو درِ سادات سے والہانہ محبت اور درِ سیّدہ سلام اللہ علیہا سے والہانہ عقیدت کے اظہار کا موقع دے تو یہ غلام بھی اس میں شامل ہو، بروز قیامت من و دست و دامانِ آلِ رسول ﷺ سے مزید وابستگی نصیب ہو۔

میں کہاں اور اس کتاب کا عنوان کہاں؟ سلامِ عقیدت آلِ بتول سلام اللہ علیہا کے لیے اور دعائے برکت حافظ صاحب کے لیے!۔

احقر العباد

غلامِ درِ آلِ رسول ﷺ

سیّد وسیم الحسن نقوی

کنوزِ زرِ خالص

اَنْ یَّسْمَعُوْا سَبَّۃً طَارُوْبِھَا فَرَحاً
مِنِّی وَمَا یَسْمَعُوْمَنْ صَالِحٍ دَفَنُوْا

شاعر جس کیفیت سے گزرا ہے یہی سکہ رائج الوقت ہے کہ کسی کی برائی کی بات کو خوشی سے اُڑایا جاتا ہے اور نیکی کی باتوں کو دفن کیا جاتا ہے مگر جن خادمان دین کو تائید الٰہی حاصل ہو وہ زمانے کے ایسے منفی رویوں سے مستغنی ہوتے ہیں۔ فاضل جلیل، عالم نبیل، خطیب محبت، سفیر امن عاشق رسول، گدائے زہرا بتول حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی اَیَّدَہُ اللّٰہ بنصرۃِ العزیز میں سعادت کے روشن آثار سنین طفلی میں ہی ہویدا تھے، اقران وامثال سے ذہنی جودت میں امتیاز رکھتے ہیں وہ جو کہا جاتا ہے قبائے گل گل بوٹے کی محتاج نہیں ہوتی مگر البرکۃ مع الاکابر کی حقیقت مسلّم ہے۔ طبعی فطانت پر مستزاد اکابر کی صحبت بالخصوص پیر صاحبزادہ قمر سلطان امیر افضل صاحب کی صحبت اور محبت نے انہیں زرِ خالص بنا دیا ہے۔ ''جناب زہرا سلام اللہ علیہا'' کتاب کا مسودہ میری نظر سے گزرا اس میں ابواب درجہ بدرجہ آپ سلام اللہ علیہا کی حیات ووصال کی ترتیب، سند، حوالہ جات، الفاظ کا چناؤ اور مناسبت سے اشعار نہ صرف تحریر کا حسن ہیں بلکہ مصنف کی لیاقت پر دال بھی ہیں اس کتاب میں تنوع، تازگی، تحقیق، دعوت، حرارت، امید یعنی قاری کے لیے یہ سب کچھ وافر تعداد میں موجود ہے۔ حافظ ممتاز صاحب کا ہر قدم راہ عزیمت کی طرف اُٹھنے پر احقر اور اس جیسے بیسیوں قدر دانوں کے دل خوشی سے جھوم اُٹھے ہیں۔ رب تعالیٰ اُن کی سعی قبول فرمائے اور اس جیسی بیسیوں تحریروں کو زیب قرطاس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ جل شانہ محمد رسول اللہ ﷺ کی وجاہت کا صدقہ ان کو شر شیطان، شر نفس، شر انسان سے محفوظ فرمائے اور اپنی تائید کے ساتھ دین اسلام میں صافی اور میٹھا چشمہ بنائے۔ (آمین)

راقم الحروف الراجی الی رحمت بہ المنان
قاری محمد فیصل ندیم کیلانی
خاک راہ حجاز مدینہ منورہ طابہ وطیبہ

سعادتِ دارین......مدحِ اُمّ الحسنین علیہ السلام

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم!

امابعد مکرمی ومحترمی حضرت صاحبزادہ حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی نے جو ہدیہ نیاز بارگاہِ خاتونِ قیامت سلام اللہ علیہا میں پیش کیا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کی جبینِ نیاز درِ رسول اللہ ﷺ اور درِ بتول سلام اللہ علیہا پر جھکی ہے اور عقیدتیں ان بارگاہوں کا طواف کر رہی ہیں۔ یہی اُلفت وعقیدت کی معراج ہے۔

جناب سیّدہ کریمہ سلام اللہ علیہا کی ذاتِ گرامی جن کے لیے خود سرورِ کائنات ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ ان کا تذکرہ ہمارے لیے سعادتِ دارین ہے۔ اللہ کریم صدقۂ سلطان العارفین اس سعی جمیلہ کو قبول فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باعث فرحت ونجات بنائے۔ علامہ حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی نے یہ حاضری پیش کر کے ملّتِ اسلامیہ پر بہت بڑا کرم فرمایا ہے اس خادمِ دربارِ زہرا سلام اللہ علیہا نے بھی چند حروف لکھے ہیں تاکہ حصہ شامل ہو جائے۔

آمین بجاہ النبی الامین۔

گدائے درِ زہراؑ
حافظ مشتاق احمد سلطانی
گوجرانوالہ

تقدس مآب تذکرہ

''جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا'' ممتاز عالمِ دین وروحانی پیشوا علامہ پیر حافظ ممتاز علی نعیم سُلطانی کی تالیفِ لطیف ہے۔ اس طیب و طاہر نسبت اور مقدس موضوع پر شاید گنی چُنی کتب دستیاب ہوں۔ مُولف نے سیّدۃ النساء العٰلمین، خاتون جنت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے فضائل ومناقب کو جس خوبصورت اور دلکش انداز میں کتاب کی زینت بنایا ہے، وہ اپنے فوائد اور نوعیت کے اعتبار سے انفرادیت کے حامل ہیں۔ اس میں جہاں سیّدہ کائنات سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی سیرت وسوانح کے حوالہ سے معلومات افزا عنوانات کا انتخاب موجود ہے، وہاں اس میں یہ آرزو دکھائی دیتی ہے کہ یہ تالیف مسلمان خواتین کی انفرادی واجتماعی زندگیوں میں خوشگوار اور مثبت تبدیلی لانے میں مدد ومعاون ثابت ہوتا کہ آپ کی مقدس سیرت کے تذکرے کو حرزِ جاں بنا کر مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اپنی زندگیوں کو سیّدہ کائنات سلام اللہ علیہا کی سیرت کے سانچے میں ڈھالنے کی سعادت عظمیٰ سے سرفراز ہوں۔ بقول اقبالؒ

مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؑ

مادراں را اُسوۂ کامل بتولؑ

جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا اُس عظیم ہستی کی لختِ جگر ہیں جنھیں پروردگارِ عالمین نے رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ جن کے فیض کرم کے قطرے قطرے سے چشمے پھوٹتے اور ذرّے ذرّے سے مہر وماہ اُبھرتے ہیں۔ رحمت وکرم کا یہ فیض روزِ ازل سے جاری ہے اور تا بہ ابد جاری وساری رہے گا۔ یہ کائنات، اس کی وسعتیں اور عالمِ آب وگل کا بانکپن انہیں کے وجود مسعود کا صدقہ ہے۔ خاتونِ جنت جناب زہرا سلام علیہا خاتم النبین، رحمۃ للعٰلمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور اُسوۂ حسنہ کے جملہ فیوض وبرکات کی وارث اور امین ہیں۔ مخدومۂ کونین، رئیسۃ العرب جناب سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور امام انبیاء باعث تخلیق عالمیان، حضور پُرنور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے آغوش تربیت میں پرورش پانے والی اس عظیم شخصیت کے وجود

مسعود میں پیکرِ رسول ﷺ کی جملہ جلوہ نمائیاں اور خونِ رسول ﷺ کی جملہ رعنائیاں سمٹ آئی ہیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ بارگاہِ ایزدی سے عطا ہونے والی ہر فضیلت و سربلندی اور تقدس و پاکیزگی سیّدہ کائنات جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ذاتِ مقدس میں سمٹ آئی ہے اِس نسب اور نسبت کی امین اور وارث آپ کے سوا دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔

آپ کی پاکیزہ شخصیت میں اُسوۂ رسول ﷺ کا عکسِ جمیل پوری آب و تاب کے ساتھ جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ امّ المومنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی کو جمال صورت، کمال سیرت، حُسنِ اخلاق اور نشست و برخاست میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا۔

خود سرکارِ دو عالم، نُورِ مجسم ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا۔ ''فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ وہ مجھے دنیا میں سب سے بڑھ کر عزیز ہے۔''

آستانہ عالیہ حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ کرم سے مستنیر جناب علامہ حافظ ممتاز علی نعیم سُلطانی کی جانب سے اِس خوبصورت کتاب کی ترتیب و اشاعت اہلِ اسلام پر بہت بڑا احسان ہے۔ وہ اپنی اس تالیف کے ذریعے ہاتھوں میں کشکولِ گدائی لیے سیّدہ کائنات سلام اللہ علیہا کی سربلند بارگاہ میں حاضر ہیں نگہِ التفات و خیراتِ کرم کے اُمیدوار ہیں۔ مولف نے کتاب میں حُسنِ ترتیب کو خوب ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور بناتِ طیّباتِ مُصطفےٰ ﷺ کے تذکرۂ جمیلہ کے خوبصورت آغاز اور سیّدہ کائنات جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت باسعادت بچپن، آغوشِ نبوت میں تربیت، اخلاق و سیرت، نکاح و اولاد پاک کے دلکش اور معلومات افزا بیان کے بعد آپ کی بحیثیت بیٹی، بیوی اور ماں سیرتِ مطہرہ پر سیر حاصل گفتگو شامل ہے۔ اس میں وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی تقدس مآب زبان سے اپنی بیٹی جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا کی شانِ وعظمت کا بیان کیف آگیں اور روح پرور ہے، وہاں اہلِ بیت اطہار کی سرخیل سیدۂ کائنات کی عظمت و سطوت کا ایمان افروز اظہار اور بارگاہِ سیّدۂ کونین، خاتونِ جنّت جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں شعراء کرام کا نذرانۂ عقیدت عشق و ارادت اور محبت و مودّت کا آئینہ دار ہے۔

مئولف کو کسی ستائش کی آرزو ہے نہ صلے کی تمنا۔۔۔ سوائے اِس کے کہ ان کی اس تالیف کو اُس بارگاہِ عظمت و وقار میں شرفِ قبولیت سے نوازا جائے جہاں آسمان کی رفعتیں ادب سے جھکتیں

اور زمین کی پہنائیاں سمٹنے کو محو اضطراب رہتی ہیں۔ دُعا ہے کہ یہ تالیف لطیف بارگاہِ سیّدۃ النساء جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا میں شرفِ باریابی حاصل کر کے مولف کے لیے دنیا و آخرت میں سرخروئی اور کامرانی کا باعث بنے۔ (آمین)

عبدالغنی تائبؔ (ایم اے)

تقریظِ نظیف

مریمؑ از یک نسبتِ عیسیٰؑ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہراؑ عزیز
دُخترِ آں رحمتؐ اللعالمیں
آں امامِ اوّلین و آخریں
بانوئے آں تاجدارِ ھَل اَتےٰ
مرتضیٰؑ، مشکل کشا، شیرِ خُدا
مادرِ آں مرکزِ پُرکارِ عشق
مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق

ملکۂ تقدیس، شہزادیٔ رسول ﷺ محترمہ، مخدومہ، طیّبہ، طاہرہ، راضیہ، مرضیہ، سیدۃ النساء العالمین، خاتونِ جنت جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کی عِفت وعصمتِ، پاکیزگی و طہارت اور رفعت وعظمت کی صِرف قرآن ہی شہادتیں نہیں دے رہا بلکہ آپ کے فضائل ومناقب میں بے شمار احادیث موجود ہیں۔ اِس حقیقت سے قطعاً انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اِس جہانِ آب وگِل میں مومنین کے دِل بی بی پاک سلام اللہ علیہا کی محبت ومودّت سے معمور ہیں اور آسمانِ حُرمت پر حورانِ بہشت اور قُدسیانِ فلک آپ کی تقدیس کے لیے نغمہ سنج ہیں۔

اندریں حقائق بندۂ ناچیز عرض پرداز ہے کہ کِس زبان میں طاقت اور کِس قلم میں ہمت ہے کہ سیّدہ پاک سلام اللہ علیہا کے فضائل وشمائل کو کامل طور پر قلمبند کرسکے۔ ہاں مگر! آپ کی مدحت سرائی سے صرف اتنا ہی مقصود ہے کہ اپنے سینے میں موجزن آپ کی محبت کو درجۂ کمال تک پہنچا کر آپ کے انوار وبرکا ت سے دِلِ مردہ میں زندگی وسرمستی، رُوح میں بالیدگی وکیف اور ایمان میں

تازگی و شگفتگی پیدا کرنے کی سعی جمیلہ کی جائے۔

چونکہ بی بی پاک سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا کا ادب و احترام، والیِ کونین، شافعِ عاصیاں، محبوبِ خالقِ کُل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے پکی اور سچی محبت کی دلیل ہے اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے محبت ہی دراصل ربِّ کائنات سے محبت کا عملی ثبوت ہے۔ لہٰذا سیّدہ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کی شانِ عظمت اور قدر و منزلت سب سے جداگانہ ہے۔ آپ کی ذات وہ ذات ہے کہ جس کے احترام میں رسالت کو کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ آپ سرکار ﷺ مدینہ کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔ آپ کی ایذا حضور کی ایذا، آپ کا غضب حضور کا غضب اور آپ کی رضا حضور ﷺ کی رضا ہی نہیں بلکہ ربّ مصطفےٰ ﷺ نے بھی آپ کی رضا کو اپنی رضا کہا ہے۔ بروزِ حشر آپ کی عظمت کے اظہار کے لیے منادی کی جائیگی کہ ''اے لوگو! اپنی آنکھیں نیچی کر لو میرے محبوب کی بیٹی کی سواری گزرنے والی ہے۔

اِس ضمن میں زیرِ نظر کتاب ''جنابِ زہرہ سلام اللہ علیہا'' کا مختلف مقامات سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ محترم و مکرم جناب حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی صاحب نے معتبر، مدلّل اور مَسبُوط کُتب کے حوالہ جات سے اپنی لیاقت اور لطافتِ طبع کے حسنِ انتخاب کو بروئے کار لاتے ہوئے انتہائی اختصار مگر جامعیت سے بھرپور مواد مہیا کر کے کتاب ہذا کو ادبی، لسانی، معنوی، مذہبی اور فنی خوبیوں سے نہ صِرف آراستہ کیا بلکہ اس میں جُملہ معلوماتی اور اخلاقی محاسن پیدا کر دیئے ہیں۔ حافظ صاحب نے اہلِ بیت اطہار سے اپنی والہانہ محبت و فریفتگی اور بالخصوص سیّدہ کونین سلام اللہ علیہا سے اپنی غلامی کا ثبوت کتاب ہذا کی دلکش تدوین و تزئین اور اِس میں انتہائی پُر تاثیر معلومات کا ابدی پُرنور ذخیرہ یکجا کر کے اپنی قلم کی پاکیزگی، تعصّب سے مبّرا، اخلاقی اعلیٰ ظرفی، حُسنِ نظر اور سوزِ جگر کی جلوہ انگیزیوں کا بھی تحریری مظاہرہ فرمایا ہے، یہ خوبصورت گلدستۂ سیرت جہاں غلامانِ مُصطفےٰ کے لیے چراغِ زیست ہے وہاں خواتین کے لیے تا ابد مشعلِ راہ ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مُولّفِ موصوف کو سرکارِ مدینہ اور اہلِ بیت عظّام کی مدحت سرائی کا مزید جذبہ، ذوق اور عشق عطا فرمائے۔

ذکاءاللہ اثر

(سرپرست بزمِ نعت، پاکستان)

اُن کی نظرِ عنایت سے ''ممتاز'' ہو!

سوانح عمری، تذکرہ نویسی اور خاکہ نگاری دیگر زبانوں کی طرح اردو ادب میں بھی باقاعدہ اصناف کا درجہ رکھتی ہیں۔ غور کیا جائے تو خاکہ نگاری بھی سوانح عمری کی ایک قسم ہی ہے لیکن ناقدین ادب نے اسے بلحاظِ ہیئت سوانح عمری سے مختلف فن قرار دیا ہے۔ سوانح نگاری میں اصول وضوابط کا تعین اور پابندی، طوالت اور شخصیت موصوف کی زندگی کے واقعات کی تفاصیل ولادت سے وفات تک بالترتیب بیان کی جاتی ہیں۔ اردو ادب میں قدیم شعراء کے حالات پر مشتمل تذکرے تو ملتے ہیں لیکن باقاعدہ سوانح نگاری کا فن سرسید احمد خان کے عہد سے شروع ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اردو ادب کے بیسیوں سوانح نگاروں میں مولانا شبلی نعمانی، مولانا خواجہ الطاف حسین حالی، مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری، سید سلیمان ندوی، علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی، پیر محمد کرم شاہ الازھری اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ادبی اصطلاح میں خاکہ اس تحریر کو کہتے ہیں جو کسی بھی انسان کا شخصی عکس پیش کرے۔ خاکہ نگاری کا فن سوانح عمری جیسی طوالت کا متحمل نہیں ہوسکتا لیکن یہ کوئی ایسا عام کام بھی نہیں کہ جسے ہر شخص سرانجام دے سکے۔ اس میں زمانی ترتیب ضروری نہیں ہوتی بلکہ شخصیت موصوف کی زندگی کے اوصاف ومحاسن پر مختلف زاویوں سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ بلند اقبالی اور خوش نصیبی کا دائمی وابدی سہرا اُن اہلِ قلم کے سر سجا ہے۔ جنھوں نے خدارسیّدہ اور برگزیدہ ہستیوں کو خراجِ تحسین پیش کیا اور وہ حضرات اخص الخاص لائق تبریک ہیں جنھوں نے جگر گوشۂ سرورِ کونین امّ الحسنین، مخدومۂ دارین، ممدوحۂ قدسیاں، خاتون جنت جناب سیّدہ، طیبہ، طاہرہ، عفیفہ، منیفہ بی بی پاک بتول فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے تذکارِ جمیلہ رقم کر کے اپنے فن کو اور اپنے آپ کو عظمت بخشی۔ بقول اعظم چشتیؒ ؎

نام اپنا اُن کے ذکر سے چمکا رہا ہوں میں

حضرت حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی بھی اپنی ارادتوں اور تمام تر عقیدتوں کا خراج لے کر انہی خوش نصیب مدّاحان وغلامانِ اہل بیت علیہم السلام کی صف میں کھڑے ہیں۔ وہ بارگاہ تو اتنی عظیم ہے کہ

بے اجازت اُن کے در پہ جبرائیلؑ آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلِ بیتؑ

ان کی تالیف کردہ کتاب ''جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا'' میں سوانح، تذکرہ اور خاکہ نگاری کی جھلکیاں فنی رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ جناب سیّدہ پاک بتول سلام اللہ علیہا کی سیرتِ مبارکہ کے نقوش بطور بیٹی، بہن، بیوی اور بحیثیت ماں جہاں ایک مسلمان خاتون کے لیے مکمل مشعل راہ ہیں وہاں اس کتاب میں طالبانِ حق کے لیے مستند روایات و احادیث کے انمول خزینے بھی ہیں اور احباب ذوق کے لیے شعرائے کرام کی دلنواز مناقب کا اضافہ بھی مؤلف کے ادبی رُجحان اور جذبۂ مودّت اہل بیتؑ کا غماز ہے۔ فاضل مؤلف ایک جامع الاذواق، کثیر الاشواق، متنوّعُ الکلام، معاملہ فہم اور منجھی ہوئی شخصیت کے حامل ہیں۔ جو بیک وقت حافظ قرآن، عالمِ دین، سفیرِ محبت اولیا، شارحِ ابیاتِ باہوؒ عارفِ طریقت، نعت گو شاعر، منقبت نگار اور سلسلہ عالیہ سروریہ قادریہ سلطانیہ سے منسلک روحانی پیشوا ہیں۔ جو اپنا ایک حلقۂ ارادت رکھتے ہیں لیکن انھیں اگر فخر ہے تو درِ سلطان العارفینؒ کی غلامی پر ہے کیونکہ فاضل مؤلف کتاب، حضرت پیر الحاج شہزادہ قمر سلطان امیر افضل دامت برکاتہم العالیہ کے منظورِ نظر خلیفہ مجاز ہیں۔

خداوندِ قدّوس انکی اس عقیدت سے لبریز، عشق ریز اور نور بیز کتاب ''جنابِ زہرا سلام اللہ علیہا'' کو قبول فرمائے اور اسے عوام النّاس کے لیے موجبِ حُبّ اہلِ بیتؑ اور اصلاح و فلاحِ عامہ کا باعث بنائے۔ مؤلف اور قارئین کے لیے دعائے اُمّیدِ کرم بقولِ نصیرِ ملّتؒ۔

زہراؑ کو عطا ہوئی جو شانِ اعلیٰ
سمجھے گا اُسے کوئی مقدّر والا
اُمید سفارش اُن سے رکھتا ہے نصیر
زہراؑ کا کہا نہ مصطفےٰ ﷺ نے ٹالا

یکے از غلامانِ آلِ رسول
گدائے سرکارِ کیلانیؒ

محمد قاسم کیلانی
(نقیب محافلِ نعوت)

۱۲۷۸۰۶
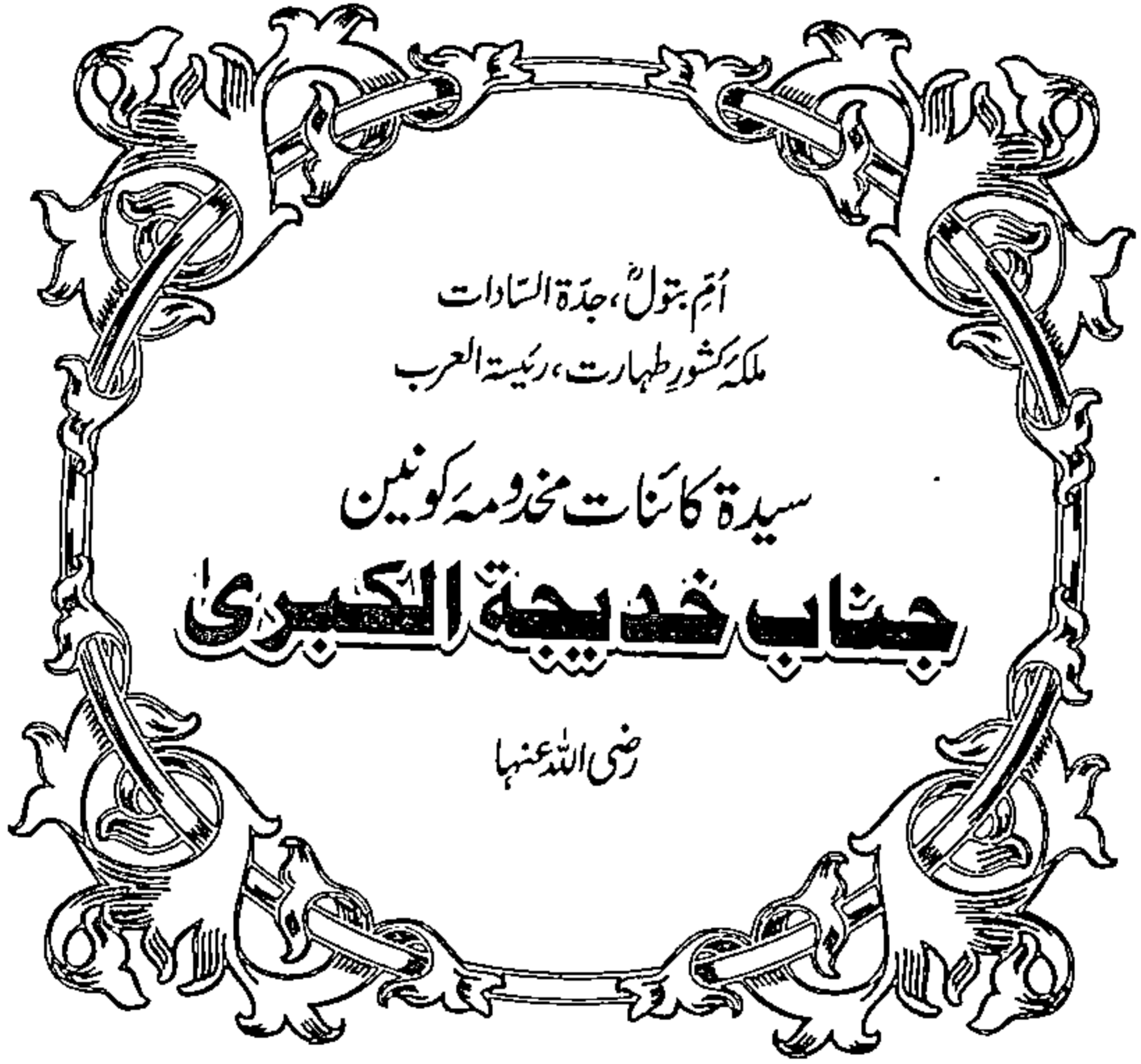
اُمِّ بتولؑ، جدّۃ السادات

ملکۂ کشورِ طہارت، رئیسۃ العرب

سیدۃ کائنات مخدومۂ کونین

جناب خدیجۃ الکبریٰ

رضی اللہ عنہا

اُمِّ بتولؑ-جدّۃ السّادات

ملکۂ کشورِ طہارت-رئیسۃ العرب

سیدۃ کائنات مخدومۂ کونین جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات تمام محامد ومحاسن کے لائق ہے۔جس نے بنی نوع انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لیے اپنے محبوب ﷺ کو اس دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا۔ان گنت درود وسلام اُن پاکباز، پاک طینت، پاک سرشت، نیک خو، پاکیزہ فطرت اور بلند بخت ہستیوں پر جوانوارِرُخِ والضحیٰ ﷺ سے بلا واسطہ فیض یاب ہوئیں۔انہیں مقدس اور مطہر ہستیوں میں جناب سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ بنتِ خویلد سلام اللہ علیہا کی ذات والا صفات نمایاں مقام ومرتبہ کی حامل ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ نسل در نسل اُن کی اور اُن کی آلِ تطہیر کی گدائی کا شرف مولا کریم نے بخشا ہے۔اپنی تمام تر عقیدتوں، محبتوں، ارادتوں، اُلفتوں اور غلامی کے سبھی دعووں کے باوصف آج قلم سرنگوں ہے، ہمت جواب دے رہی ہے، الفاظ دم توڑ رہے ہیں اور دھڑکنیں اشکوں کا لبادہ اوڑھے باادب اس بارگاہ میں کھڑی اذن باریابی چاہتی ہیں کہ اک کنیز زادہ بیکس وبے بس مخدومۃ المشارق والمغارب کی بارگاہ میں کیا نذر پیش کرے؟؟؟

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

سیّدہ، طیبہ، طاہرہ، مخدومۂ کونین جنابِ پاک زہرا سلام اللہ علیہا کی ذاتِ گرامی وہ ذات عالیہ ہے کہ جنہیں ایسا پاکیزہ ومنزہ وعالی نسب میسر آیا ہے کہ کائنات میں کسی اور کو ایسا نسب نہیں ملا اور نہ ہی قیامِ قیامت تک کسی کو مل سکے گا۔

مریمؑ از یک نسبتِ عیسیٰؑ عزیز
از سہ نسبت حضرتِ زہراؑ عزیز

کہ آپؑ کے والد گرامی بھی وہ ہستی ہیں جو وجہِ تخلیق کائنات ہیں۔محبوب ربِ العالمین

ہیں، تاجدارِ مرسلین ہیں، سراپا کرم ہی کرم، رحمت ہی رحمت ۔ شفقت ہی شفقت، امام الانبیاء علیہ السلام اور رازدارِ خدا ہیں اور آپؐ کی والدہ محترمہ، مکرمہ، مخدومہ جناب سیّدہ خدیجہ بنت خویلدؓ مکہ مکرمہ میں ملیکۃ العرب اور طاہرہ کے القاب سے جانی جاتی تھیں ۔ آپؓ کی والدہ کا نام گرامی فاطمہ بنت زائدہ ہے ۔ آپ کے والدین دونوں قریشی النسل تھے ۔ آپؓ حلقۂ خواتین بلکہ خواتین عالم میں سب سے پہلے سرکارِ دو عالم ﷺ پر ایمان لائیں اور ام المومنین کا منصب جلیل پالینے کے بعد آپ ﷺ نے اپنی ساری دولت سرکارِ کائنات کے قدموں پر نچھاور کر دی اور اپنے سرتاج بے مثال ﷺ کی پچیس سالہ رفاقت میں ہمیشہ سرورِ دنیا و دین کے احکامات کی تکمیل کی اور ایک لحظہ بھی اپنے سرتاج صاحب خلق وعظیم کو ناراض نہ کیا ۔ ہر حال، ہر مشکل، ہر اذیت اور ابتلا کے دور میں سرکار ﷺ کی ہر آن خدمت کی اور دلجوئی کی ۔

تبلیغ دین کے ابتدائی سالوں میں آنے والی تمام مشکلات و مصائب کو نہایت خندہ پیشانی اور وسعت قلبی سے برداشت کیا اور فنا فی الرسول ہونے کا مرتبہ پالیا ۔ یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ کا سلام اور بشارت لے کر آئے ۔

حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ خدیجہ تشریف لا رہی ہیں ۔ ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں کھانے کی کوئی چیز ہے ۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچ جائیں تو انہیں پروردگار کا اور میرا سلام پہنچا دیں اور یہ بشارت بھی دے دیں کہ جنت میں ان کے لیے موتی کا ایک محل مخصوص ہے جس میں نہ تو کوئی شور و غل ہے اور نہ ہی رنج وغم ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے پاس کئی غلام اور باندیاں گھر کا کام کاج کرنے اور خدمت کے لیے موجود تھیں لیکن آپؓ حضور انور ﷺ کی خدمت کا فریضہ خود سرانجام دیتیں اور اسے سعادتِ عظمیٰ سمجھتیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”خدیجہؓ نے میری اس وقت تصدیق کی جب دوسروں نے میری تکذیب کی ۔ خدیجہؓ نے اپنے مال میں مجھے اس وقت شریک کیا جب دوسروں نے مجھے مال خرچ کرنے سے روکا ۔ جس سال آپؓ کا وصال مبارک ہوا آپ ﷺ نے اسے عام الحزن قرار دیا ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں جہان میں میری ساتھی ہیں اور ان سے میری اولاد چلی ہے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدہ خاتونِ جنتؑ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صاحبزادے (حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ) حضرت قاسمؑ، حضرت طیب و طاہرؑ جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کے بطن پاک سے پیدا ہوئے۔

حضرت سیّدہ خدیجہ پاکؑ کے وصال مبارک کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؑ کی سہیلیوں سے بہت شفقت و مہربانی فرمایا کرتے۔ آپ کے فضائل، مناقب، شمائل اور خصائل کا احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس کا وسیلہ دینے سے خداوند عالم مشکلوں، بلاؤں اور مصیبتوں، وباؤں اور آفتوں کو ٹال دیتا ہے۔

☆......☆

بناتِ طیّبات
رضی اللہ عنھنّ
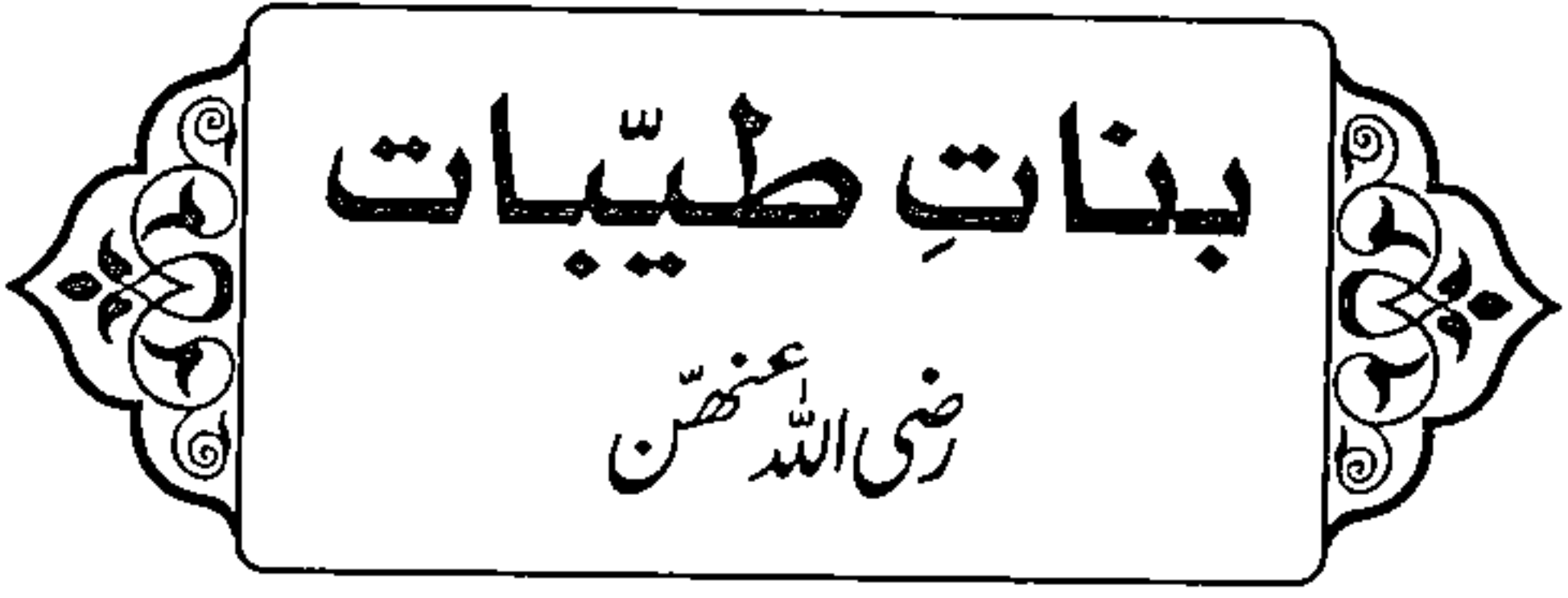
بناتِ طیّبات

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول ﷺ

آپ کا اسمِ گرامی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ خاتم النبیین امام الانبیاء ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں جو راہِ الٰہی میں شہید ہوئیں۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بنت اُسلا بنت عبدالعزیٰ بن قصی ہیں۔ جنہوں نے تصدیق رسالت میں پیش قدمی کی۔ ابن کلبی اور ابوعمرو کے قول کے مطابق پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور پھر حضرت قاسمؓ۔ آپ اعلانِ نبوت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تیس سال تھی۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی حقیقی خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ کے ساتھ ہوئی۔ جو حضرت خدیجہؓ کی حقیقی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے والد مکرم رسول اللہ ﷺ اور اپنے شوہر ابوالعاصؓ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ آپ قیمتی کپڑے پہننے کی شائق تھیں۔ حضرت ابوالعاصؓ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی دو اولادیں ہوئیں۔ ایک فرزند علی رضی اللہ عنہ اور ایک دختر امامہؓ۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت ابوالعاصؓ کے اسلام لانے کے بعد تقریباً سوا سال تک زندہ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں راہ گزائے فردوس ہوئیں۔

☆......☆

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں اور ان کی والدہ محترمہ بھی ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔ آپؓ کی ولادت کے وقت نبی اکرم ﷺ کی عمر تینتیس برس تھی۔ خواتین میں سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔ آپؓ کے ساتھ آپؓ کی صاحبزادیاں بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں اور بیعت نبوی ﷺ کے ساتھ شرف عزت حاصل کیا۔

اسلام سے قبل اس دور کے دستور کے مطابق آنحضرت ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اپنے چچا ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دیا۔ یہ صرف نکاح تھا، رخصتی نہیں تھی اور شادی بیاہ کی نوبت نہیں آئی تھی۔ پھر اسلام کا دور شروع ہوا تو کفار مکہ کی عداوت اہلِ اسلام کے لیے انتہا کو پہنچ گئی اور ابولہب کا غیض وغضب حدودِ اخلاق سے تجاوز کر گیا۔ اپنے باپ کے کہنے پر عتبہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی اور معصوم دخترِ رسول ﷺ کا رشتہ صرف اسلام کے ساتھ عداوت کی بنا پر منقطع کر دیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی ہے کہ میں حضرت رقیہ کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دوں چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے آپؓ کا نکاح مکہ شریف میں حضرت عثمان بن عفانؓ سے کر دیا اور ساتھ ہی رخصتی بھی کر دی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جنگ بدر ۲ھ رمضان میں پیش آئی۔ اس دوران حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علیل تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان کو فرمایا کہ وہ اپنی زوجہ محترمہ کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ میں مقیم رہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عثمان اجر وثواب میں اصحاب بدر کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور آپؓ نے ہجرت مدینہ فرمائی۔ حضور ﷺ جہاد پر تھے جب آپؓ کا انتقال ہوا آپ ﷺ جہاد سے واپس تشریف لائے تو جنت البقیع میں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پر تشریف لے گئے۔

سیّدہ اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُم کلثوم رضی اللہ عنہا (جن کا اصل نام آمنہ ہے) آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ ہیں۔ آپ بعثت سے چھ سال قبل پیدا ہوئیں۔ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ ان کی وفات کے بعد بہت مغموم رہنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا سبب دریافت فرمایا تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو رشتہ قرابت تھا منقطع ہو گیا ہے۔ ابھی ان کی گفتگو ختم نہ ہو پائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا کہ میں اپنی بیٹی اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کو اسی مہر میں جو رقیہ رضی اللہ عنہا کا تھا، تمہارے عقد میں دے دوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد مبارک حضرت عثمان بن عفانؓ سے کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضرت سودہؓ اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہمراہ مدینہ ہجرت فرمائی۔ آخری وقت تک آپؓ کا قیام مدینہ منورہ میں رہا۔ شادی کے پانچ سال گزرنے کے بعد آپؓ نے ۹ھ میں انتقال فرمایا۔
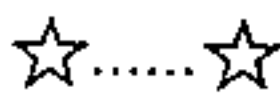
ولادت حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

پروردۂ آغوشِ نبوت ﷺ، زینتِ حریم ولایت، معدن امامت، آبروئے طہارت و تقدیس، غیرت مریم، رشک بلقیس، خاتونِ جنت، ملکۂ فردوس بریں، جگر گوشۂ سرورِ کونین ﷺ، مادرِ حسنین کریمین، ممدوحۂ حورانِ جنت، پردہ نشین عرشِ آشیاں، سیّدۃ نسائے دو جہاں، عفت و عصمت مآب ملکہ کشورِ طہارت و تقدس، بانوئے شیر خدا، تسکین دلِ مرتضیٰ، مرکز الطاف مصطفائی، محور تجلیاتِ الٰہی، راحت جانِ مصطفیٰ ﷺ، خوشبوئے جنت الفردوس، سرچشمہ شرم وحیا، ادب گاہِ کائنات، مخدومہ مخلوقاتِ ارض وسما، سیّدہ، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ، ساجدہ، صائمہ، عاصمہ، نیّرہ، انورہ، عفیفہ، منیفہ، عتیقہ، صدیقہ، مرشدہ، مجدّدہ، حافظہ، قاریہ، راکعہ، شافعہ، مشفعہ، مشفقہ، محدثہ، سعیدہ، مسعودہ، شاکرہ، صابرہ، ذاکیہ، ازکیہ، مزکیہ، جناب بی بی پاک فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی دنیا میں تشریف آوری یعنی آپؑ کی ولادت مبارک کے متعلق مؤرخین کا کافی اختلاف ہے۔

بے شمار کتب تواریخ وسیر کے مطالعہ اور بے حد عرق ریزی کے بعد صحیح تر قول یہی ہے کہ نبوت کے پہلے سال آپ کی ولادت شریفہ ہوئی اور اس وقت سرکارِ دو عالم ﷺ کی عمر مبارک کا اکتالیسواں سال شروع تھا۔ اس لحاظ سے جناب سیّدہ کریمہ سلام اللہ علیہ کی عمر مبارک چوبیس سال اور کچھ ماہ بنتی ہے۔ امام اجل رئیس المحدثین امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی مکمل ترین تحقیق کے پیش نظر اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ جناب سیّدہ کی عمر مبارک چوبیس سال ہی درست ہے۔

بتول دراصل سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا وہ لقب ہے جو انہیں دربارِ رسالت ﷺ سے خاص طور پر عطا ہوا۔ اس کا معنی علیحدہ ہو جانا، منقطع ہو جانا، کنارہ کشی اور بے نیازی کی روش اختیار کرنا ہے۔ یہ طہارت، پاکیزگی، صبر وقناعت اور نیازمندی کی علامت ہے۔

بچپن مبارک

حیاتِ اقدس کے دیگر ادوار کی طرح جناب سیّدہ معصومہؑ کا بچپن مبارک بھی منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ آپ کے مقدس بچپن میں سن شعور کی جھلکیاں مکمل طور پر نمایاں تھیں۔ ملکہ فردوس بریں جناب خدیجۃ الکبریٰؑ فرمایا کرتیں کہ مجھے کسی بچہ کی پرورش میں اس قدر سرور اور لطف حاصل نہیں ہوا جس قدر جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی پرورش پر ہوا۔ کیوں نہ ہو آپ کو تمام جہان کی عورتوں کی سردار بن کر سیّدہ نساء العالمین کا خطاب لینا تھا۔ جناب سیّدہ کی عمر مبارک جب اڑھائی سال کی ہوئی تو اس وقت علی الاعلان تبلیغ کا کام شروع ہو گیا۔ عرب کے کٹر مشرکین نے جب اعلانِ توحید و رسالت سنا تو بھڑک گئے۔ جناب ابو طالبؑ کے سوا سبھی لوگ آپ کے شدید مخالف ہو گئے اور اسلام لانے والے گنتی کے چند لوگوں کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دیتے۔ کوئی ایسا ظلم نہ تھا جو ان ابتدائی جانثارانِ محمد ﷺ پر نہ کیا گیا ہو۔ ان ہولناک حالات اور دل دہلا دینے والے ماحول میں سیدۃ النساء والعالمین حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بچپن مبارک کا آغاز ہوا۔ اندازہ فرمایئے چند سال کی بچی کے سامنے جب اس کے والد پر گوڑے پھینکے جائیں، ان کے راستے میں کانٹے بچھائے جائیں، ان کے مکان پر پتھر برسائے جائیں، ان کے گھر میں غلاظت پھینکی جائے، عین نماز کے وقت ان کی گردن پر چادر ڈال کر اس قدر بل دیئے جائیں کہ سانس رُک جائے، تو اس بچی کا کیا حال ہوگا اور ان کے معصوم دل پر آلام کا وہ کون سا پہاڑ ہے جو نہ ٹوٹا ہوگا۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ کعبہ معظمہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور قریش ایک جگہ پر بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک بد بخت عقبہ بن ابی معیط اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اونٹ کی اوجھری لا کر سرورِ کائنات ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی۔ حضور ﷺ اس حال میں رہے اور سجدے سے سر نہ اُٹھایا اور وہ سب کھڑے ہنستے رہے اور ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

یہاں تک کہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا تشریف لائیں اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے شانے سے اس بوجھ کو اُٹھا کر پھینکا اور ان بدبختوں کو برا بھلا کہا۔ سیرتِ رسولِ عربی ﷺ میں بھی یہ واقعہ انہیں الفاظ سے رقم ہے۔ الغرض پانچ چھ سال کی بچی ہو کر باپ کے ہر غم میں برابر کی شریک ہیں۔ اپنے پیارے ابا جان ﷺ پر کفار کی طرف سے توڑے جانے والے تمام ستم اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہیں۔ اس ظلم وستم اور وحشت ناک اذیتوں کا اثر جو باپ کے دل پر ہوتا ہے اسے محسوس کرتی ہیں اور دل مسوس کر رہ جاتی ہیں۔ اپنی پیاری ماں کی آنسوؤں سے ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر تڑپ جاتی ہے اور دوڑ کر ماں کے سینے سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے۔ شفیق ماں کی روتی ہوئی آنکھوں سے آنسو خشک ہو جاتے ہیں اور اداس اداس مسکراہٹ لبوں پر آ کر بچی کے دل کو بہلانے کی کوشش کرتی ہے اور بالآخر ماں کی سکون بخش آغوش چند لمحوں کے لیے بچی کے دل سے باپ کے دُکھوں کا کچھ بوجھ ہلکا کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں اور یوں زندگی کی تلخیاں بچپن ہی میں جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے سنِ شعور کو پختگی عطا کرتی ہیں۔ پھر شعب ابی طالب کا مشکل مرحلہ بھی سامنے آیا۔ مؤرخین اس کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

جن مصائب کو کسی انسان کے کانوں نے نہ سنا ہو اور جن تکالیف کے دیکھنے کا کسی آنکھ میں یارا نہ ہو وہ تین سال کے عرصہ میں امام الانبیاء ﷺ اور آپ کے ساتھیوں اور آپ کی زوجہ محترمہ اور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے نہایت استقلال کے ساتھ برداشت کیں۔ مقصود عرض یہ ہے کہ سیّدہ سلام اللہ علیہا کا بچپن کس قدر دردناک اور الم انگیز احول میں بسر ہوا۔
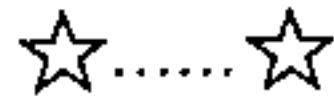
تربیت گاہِ عصمت
آغوشِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا

پروردۂ آغوشِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسولِ الثقلین آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت پدری اور اسلام کی خاتونِ اوّل سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی ماتا کے زیرِ سایہ تربیت نے آپ کی زندگی پر گہرے اثرات ثبت کئے۔ جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے جناب سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی محبت کے اطوار تمام کائنات سے جداگانہ حیثیت کے حامل ہیں۔اسلام نے عورت کی تعلیم و تربیت کا ایک خاص اسلوب متعین کیا ہے۔اس کی ساخت پرداخت کی مناسبت سے تعلیم وتربیت کے تقاضے بھی مردوں کے مقابلے میں مختلف رکھے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عورت نہ صرف قوموں کی عزت وناموس کی علامت ہے بلکہ افراد، معاشرے اور اقوام کی کامیابی کی امانت بھی اسی کے حصے میں آئی ہے۔قوموں کی ترقی یا تنزلی کا دارومدار معاشرتی اور تہذیبی اقدار پر ہے۔

اقبالؒ نے فرمایا تھا:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرف میں بڑھ کر ثریّا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا دُرِّ مکنوں

الغرض بطور خاتونِ خانہ، عورت ہماری عزت وناموس کی محافظ بھی ہے اور قوم کی معمار بھی۔اس لیے بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ نسلِ انسانی کی تعمیر وتخریب میں قوت محرکہ دراصل عورت ہے۔اسی لیے اسلام نے عورت کو غیر معمولی توقیر وعظمت سے نوازا ہے۔اس کے وقار کو بلند کیا ہے۔اس کی ذمہ داریوں میں محبت، خلوص اور ایثار کا جذبہ رکھا ہے اور پُراعتماد مقام ومرتبہ عطا کرنے کے لیے اس کی عفت وعصمت کی حفاظت پر بطورِ خاص توجہ دی۔اسے چادر اور چار دیواری کے علاوہ مرد کی ہمدردی اور محافظت کی ضمانت بھی فراہم کی۔

یہ تو ہے ایک عام عورت کی بات جس کا تعلق کسی بھی مذہب یا خطے سے ہو۔لیکن دیکھئے اور سوچئے۔

قارئین!

اس شہزادی کا مقام ومرتبہ، عظمت وعزّت، رفعت وتقدس، طہارت و پاکیزگی، وقار و

افتخار جس کو رسولِ دو عالم ﷺ نے جنت کی تمام خواتین بلکہ سیّدۃ النساء العالمین قرار دیا ہے جو بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوتیں تو حضور ﷺ خود کھڑے ہو کر استقبال کرتے۔ پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی نشست پر بٹھاتے۔ جن کی تربیت خود معلم کائنات ﷺ نے فرمائی ہو۔ جو پوری کائنات کو عزت و آبرو اور نور و نکہت اور عبادت و سخاوت کے خزانے بانٹتے ہیں۔ علم و آگہی جن کے درِ اقدس کی دریوزہ گر ہے۔ بقول صائم چشتیؒ ؎

صائم کون پہنچے اوہدی شان تائیں
جیہڑی آغوشِ نبوت وچ پلی ہووے

المختصر رسولِ کائنات ﷺ عالمین کے لیے رحمت ہیں اور فاطمہ رحمت اللعالمین کے لیے رحمت ہیں۔ جیسی تربیت حضور ﷺ نے اور سیّدہ خدیجہ الکبریٰؓ نے اپنی بیٹی کی فرمائی پوری کائنات میں اس کی مثال ملنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن اور محال۔ حسنین پاک ﷺ کی امی کی شخصیت کو دیکھئے تو بے مثال۔ سیرت کو دیکھئے تو بے مثال۔ عزت کو دیکھئے تو بے مثال۔ پردہ داری کو دیکھئے تو بے مثال۔ شب بیداری کو دیکھئے تو بے مثال۔ طہارت کو دیکھئے تو بے مثال۔ نفاست کو دیکھئے تو بے مثال۔ فقر کو دیکھئے تو بے مثال۔ باکمال، لازوال، لاجواب۔

آپؓ کی اولاد کو دیکھئے...... محسنِ کائنات، محسن اسلام

آپؓ کے اجداد کو دیکھئے تو ہر ایک رہبرِ کائنات، زینت انسانیت

آپؓ کے دادا جان، دادی جان، نانا جان، نانی جان، والدین کریمین، مخدومینِ مخلوقاتِ ارض و سما ممدوحین خالقِ دوسرا، اللہ اللہ۔ اللہ اللہ۔

نہ کسی قلم میں یہ طاقت ہے کہ ان کے اوصافِ کمالیہ کو لکھ سکے اور نہ ہی کسی زبان کی ہمت ہے ان کے کمالات عالیہ کو بیان کر سکے اور نہ کاغذ کا یہ حوصلہ ہے کہ اس عظیم متاع بے بہا کو اپنے دامن میں سمیٹ سکے۔ سیّدہ پاک سلام اللہ علیہا کی صورت و سیرت، چال ڈھال، فضل و کمال، جاہ و جلال سب میں سرورِ کونین ﷺ کے حسن و کمال کا عکس نظر آتا تھا۔ سیّدہ عائشہ الصدیقہؓ فرماتی ہیں کہ "میں نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی کو صورت و سیرت اور چال ڈھال میں نبی کریم ﷺ سے مشابہ نہیں پایا۔"

عظیم ابا جان، امّی جان بھی عظیم اور بیٹی بھی عظیم۔

قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلِ بیتؓ
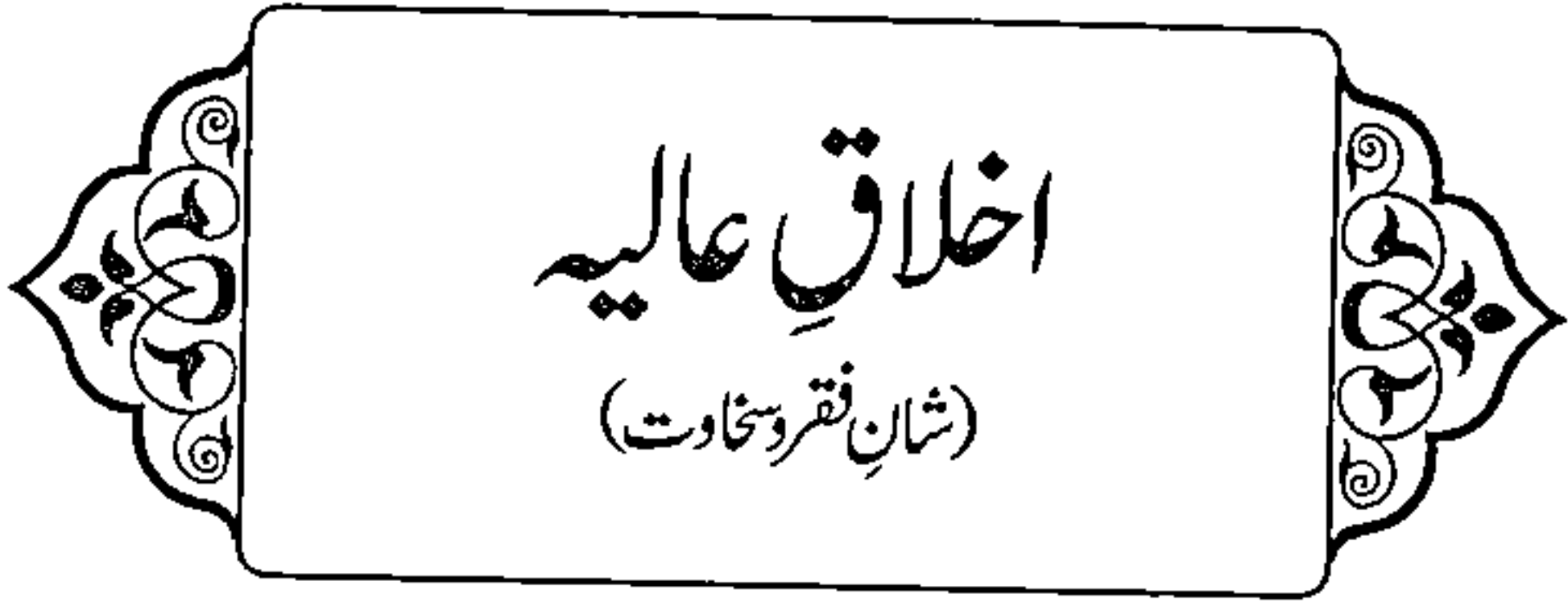
اخلاقِ عالیہ
(شانِ فقر و سخاوت)

اخلاقِ عالیہ

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے خلق، ذات وصفات، عبادت واطاعت اور قول وفعل میں رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ تھیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا؟ آپ بچپن سے لے کر تادمِ زیست حضور اکرم ﷺ کے جتنی قریب رہی ہیں اس کا لازمی تقاضا بھی یہی تھا اور پھر آپؑ سے ہی حضور اکرم ﷺ کا نسب مبارک آگے چلنا تھا۔ اس لیے قدرت نے آپ کو رسالت محمدی ﷺ کا مکمل پرتو بنا دیا۔ یہی حالت سیدنا امام حسن علیہ السلام، سیدنا امام حسین علیہ السلام اور بقیہ ائمہ اہل بیت کی تھی جس کو بھی دیکھیں وہ قول وعمل میں حضور ﷺ کی مکمل شبیہ لگتا تھا۔

پھر آپ کو بچپن میں ہی اپنی امی جان سیّدہ خدیجۃ الکبریٰؑ کی جدائی کا غم سہنا پڑا۔ ماتا کی جدائی نے آپؑ کو ایک عرصہ تک غم زدہ رکھا۔ تاہم حضور ﷺ اور ہمشیرگان نے ہر ممکن دلجوئی کی اور آپ اللہ کی رضا پر شاکر ہو گئیں۔ آپ کی حیات مبارکہ متانت اور سنجیدگی کا عمدہ نمونہ ہے۔

عظیم لوگ تکلف اور بناوٹ سے ویسے بھی دور ہوتے ہیں لیکن کاشانۂ نبوت ﷺ کی پروردہ، شہزادی مخدومۂ کونین ﷺ جس نے پوری کائنات کی عورتوں کے لیے نمونۂ سیرت بننا تھا۔ کیسے تکلفات کی زندگی گزار سکتی تھیں؟ آپؑ نے بچپن میں نہ کبھی ضد کی نہ اصرار، نہ کبھی زیور پہننے کی خواہش ظاہر فرمائی اور نہ ہی عام لڑکیوں کی طرح بناؤ سنگھار کی فکر دامن گیر ہوئی۔ آپ کی پوری حیات مقدسہ بناوٹ، تکلف، اور زیب وزینت سے پاک تھی۔ حتیٰ کہ عمدہ کھانے یا زرق برق لباس پہننے کی بھی کبھی تمنا نہ ہوئی۔

آپ نہایت نیک، پاک طینت اور خوش خصال تھیں۔ زندگی بھر کسی کی غیبت اور عیب جوئی نہ فرمائی۔ سیّدہ طیبہ طاہرہؑ کو بچپن ہی سے ان افعال سے نفرت تھی۔ ایک بار کچھ عورتیں اکٹھی ہوئیں اور حسب عادت دوسری عورتوں کی غیبت کرنا شروع کر دی۔ آپؑ فوراً اُٹھ کر تشریف لے گئیں۔

سبب پوچھنے پر فرمایا ''میرے والد گرامی ﷺ نے غیبت کرنے اور سننے سے منع فرمایا ہے۔''

سیّدہ کائنات ﷺ کی ذات پاک میں ایثار و قربانی کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ کتنے ہی قیمتی تحائف آپؑ کی خدمت میں پیش کئے جاتے۔ آپ خواتین سے نذرانہ قبول فرما کر اُسی وقت اُنہیں اہلِ اسلام میں تقسیم کے لیے روانہ فرما دیتیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ آپؑ خدا کی نعمتوں کے قاسم کی حقیقی وارث تھیں۔ جہاں صبح و شام دین و دنیا کے خزانے بٹتے تھے اور قیامت تک فیض کا یہ دریا پوری جولانیوں کے ساتھ اسی طرح جاری رہے گا۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا طہارت و نفاست اور فہم و فراست کے اعتبار سے اپنی کم سنی میں بھی اپنی مثال آپؑ رکھتی تھیں جو خاتون بھی حضور ﷺ کے گھر آئی آپؑ کی بصیرت، سنجیدگی اور دیگر صفاتِ عالیہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اپنے والدین کریمین علیہم السلام کے ساتھ آپؑ کی محبت اور ان کی اطاعت بھی ہمارے فہم و ادراک سے ماوراء ہے۔ اس محبت و اطاعت کو الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں۔ بس اس کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو سیّدنا امام حسن اور حسین علیہما السلام کی سیرت و کردار اور دین کی خاطر قربانیوں کا انداز دیکھا جاسکتا ہے۔
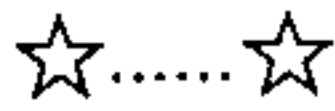
نکاح مبارک کی تقریب

نکاح مبارک کی تقریب

مدینہ منورہ میں آئے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ گزر گیا اور امام الانبیاء ﷺ جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نکاح مبارک کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام کے منتظر ہیں کیونکہ جناب سیّدہ کے رشتہ کا کئی لوگ سوال کر چکے تھے۔ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ اس رشتہ کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ طبقات ابن سعد اور دیگر کتب تواریخ و سیر میں ہے کہ جناب ابوبکر صدیقؓ اور جناب فاروقِ اعظمؓ نے ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا علیؑ! آپ سرکارِ دو عالم ﷺ کے حضورِ ناز میں جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے رشتہ کی استدعا کیوں نہیں کرتے جبکہ کئی لوگ یہ سوال کر چکے ہیں۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سنا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ اس عظیم سعادت کے حاصل کرنے کی آرزو تو ہے مگر حیا مانع ہے۔

آخر کار سیّدنا علیؑ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام کے مشورے اور ترغیب پر سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے نکاح کی خواہش لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ خلافِ معمول چپ چاپ اور گردن خمیدہ کھڑا دیکھ کر نگاہِ نبوت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمنا بھانپ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، علی! فاطمہ سلام اللہ علیہا سے نکاح کا ارادہ لے کر آئے ہو......؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اثبات میں سر ہلایا اور حضور ﷺ جیسے پہلے ہی منتظر ہوں فوراً استدعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔

رسولِ محتشم ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے! تم یہیں بیٹھو ہم اپنی بیٹی سے پوچھ کر بتاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ جناب سیّدہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا بیٹی! علی رضی اللہ عنہ نے تمہارے نکاح کا پیغام دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بھی یہی رضا ہے اور اللہ کا رسول ﷺ بھی اس رشتے کو پسند کرتا ہے۔ اب تم اپنی رضا بھی بتا دو تاکہ علی رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری دے دی جائے۔ جناب سیّدۃ نساء

العالمین سلام اللہ علیہا نے سنا تو حیا سے گردن جھکا لی اور نہایت خاموشی سے ابا حضورﷺ کی خدمت میں کھڑی رہیں۔ امام الانبیاءﷺ بیٹی کی خاموشی کو اس کی رضا مندی پر محمول کرتے ہوئے واپس تشریف لے آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سنائی کہ علی رضی اللہ عنہ تمہیں مبارک ہو کہ تم اللہ کے رسولﷺ کے داماد بن رہے ہو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ خوش ہو گئے۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے حضورﷺ کی یہ شفقت دیکھی تو شدتِ جذبات سے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور بارگاہِ رسولﷺ میں عرض گزار ہوئے۔ میرے آقا! آپﷺ علی رضی اللہ عنہ کے دنیاوی سامان کو علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ جانتے ہیں۔ پیغمبرِ خداﷺ کا اپنی بیٹی سے یوں اس کی رضا دریافت کرنا عورت پر اتنا بڑا احسان تھا کہ قیامت تک ماں باپ رشتے طے کرتے وقت اس بنیادی انسانی مسئلے کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ذرا سوچیے! یہ وہی معاشرہ تھا جس میں بیٹی کو قومی و خاندانی غیرت وحمیت پر بدنما داغ تصور کیا جاتا تھا لیکن قربان جائیں محسن انسانیتﷺ پر جنہوں نے ان لوگوں میں بھی خواتین کے بنیادی حقوق کی پاسداری فرمائی اور سیدۃ النساء العالمین پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی بجائے ان کی رائے کو قبول فرمایا۔ احادیث میں مذکورہ اس واقعہ سے فقہائے کرام نے یہ ضابطہ متعین کیا کہ جب والدین یا کوئی ولی بالغہ لڑکی کا نکاح کرنا چاہیں تو اس سے اجازت ضرور لیں۔ لڑکی کی خاموشی اس کی رضا تسلیم کی جائے گی۔

چنانچہ کچھ دن بعد حضورﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا علی رضی اللہ عنہ! تمہارے پاس مہر کی رقم ادا کرنے کے لیے کچھ ہے؟ عرض کیا حضورﷺ! ایک زرہ اور ایک گھوڑا میری ذاتی ملکیت ہے۔، حضورﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا تو جہاد میں کام آتا ہے۔ البتہ زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت لے آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمانِ نبوت کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور زرہ فروخت کے لیے صحابہ کرام کے سامنے پیش کر دی۔ قربان جائیں حضورﷺ کے جانثاروں کے جذبہ ایثار اور ہمدردی پر سیدنا عثمان غنیؓ نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی پہل کی اور 480 درہم دے کر یہ زرہ خرید لی۔ پھر اخوت کا یوں حق ادا کیا کہ یہی زرہ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شادی کے تحفے کے طور پر واپس کر دی۔ اس طرح اخراجات کے لیے رقم بھی مہیا کر دی اور علی شیرِ خدا کو زیورِ جہاد سے بھی محروم نہ ہونے دیا۔ مولا علی علیہ السلام نے جب اس تعاون کا ذکر سرورِ کائناتﷺ سے کیا تو حضورﷺ نے حضرت عثمانؓ کے حق میں دعا فرمائی۔ حدیث میں مروی ہے کہ حضورﷺ نے اس رقم میں سے کچھ سیدنا بلالؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دی کہ وہ خوشبو اور

کچھ ضروری سامان خرید لائیں اور باقی رقم حضرت انسؓ کی والدہ حضرت ام سلیمؓ کے سپرد کی تاکہ وہ سیّدہ پاک سلام اللہ علیہا کی رخصتی کا انتظام کریں۔ جب تیاری ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت انسؓ کو حکم فرمایا کہ جاؤ اور ابوبکرؓ، عمرؓ، طلحہؓ، عبدالرحمنؓ اور دیگر مہاجرین و انصار کو مسجد میں بلاؤ۔ جب چیدہ چیدہ جانثار دربارِ رسالت میں حاضر ہو گئے تو آقائے نامدار ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''ہم شکر کرتے ہیں اس خداوند کریم کا جو اپنی نعمتوں کی وجہ سے ہر تعریف و تحسین کا سزاوار اور اپنی قدرتوں کے باعث لائق پرستش ہے۔ اس کی سطوت و سلطنت ہر جگہ قائم ہے۔ زمینوں اور آسمانوں پر ہر جگہ اس کا حکم جاری ہے۔ اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا ہے۔ پھر اپنے احکام کے لیے اُن کو ایک دوسرے سے علیحدہ فرما دیا ہے اور اپنے دین کے ذریعے انہیں سرفراز کیا اور اپنے نبی محمد ﷺ کے ذریعے ان کو عظمتیں عطا فرمائیں۔ بلا شک و عیب اس نے نکاح کو لازمی قرار دیا اور اس نے خود فرمایا کہ وہ جس نے پیدا کیا انسانوں کو پانی سے اور قائم کیا اُن کے لیے یہ رشتہ سسرال کا۔ پروردگار تیرا قدرت والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا ہر کام قضا کے تحت کر لیا۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے مقدر پر ناز کر رہے تھے کہ ان کے لیے اس مجلس میں جگر گوشہ رسول ﷺ کا انتخاب ہو رہا تھا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ خطبہ کے بعد حضور ﷺ نے ایجاب قبول فرمائے اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو عظمت و وقار کے ساتھ جمع رکھے اور تمہاری سعی و کاوش باعثِ سعادت ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس بندھن کو بابرکت بنائے اور تم سے پاکیزہ و طیب اولاد عطا فرمائے۔ بعد ازاں ایک ٹوکری میں کھجوریں منگوا کر حاضرین میں تقسیم کی گئیں۔ بعض روایات میں بھی مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے ازواجِ مطہرات اور صحابہ کرامؓ کو کھانا بھی کھلایا۔ یوں تاریخ اسلام کا یہ منفرد نکاح مکمل ہو گیا۔ تواریخ کتب و سیر کے حوالہ سے معتبر اور مستند قول میں ہے کہ شادی کے وقت جناب سیّدہ پاک سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک پندرہ سال اور کچھ ماہ تھی جبکہ حیدر کرارؓ کی عمر مبارک 21 سال اور کچھ ماہ تھی۔ نکاح کی طرح آپ کی رخصتی کے وقت کا تعین بھی اہل سیر کے ہاں متعین نہیں۔ بعض کے ہاں نکاح کے فوراً بعد رخصتی ہو گئی تھی جبکہ بعض روایات کے مطابق ایک ماہ بعد یا سات ماہ بعد اور بعض کے ہاں ایک سال بعد رخصتی عمل میں آئی۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے عقد کے بعد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم (ازواجِ مطہرات) کو حکم دیا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی رخصتی کے لیے چیزیں تیار کر کے علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیں۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لیے ایک علیحدہ کمرہ تجویز کیا گیا پھر میدانِ بطحا سے نرم مٹی منگوا کر ہم نے اپنے ہاتھوں سے اپنے کمرے میں بچھائی اور فرش کیا گیا۔ پھر ہم نے کھجور کی چھال اپنے ہاتھوں سے توڑ کر دو تکیے تیار کئے اور حجرے کے ایک کونے میں کپڑے اور مشکیزہ لٹکانے کے لیے ایک لکڑی گاڑھ دی۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ان کے حجرے میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد دعوتِ ولیمہ پر ہم نے لوگوں کو کھجوریں دی اور انگور منگوا کر کھلائے۔ میٹھا پانی پلایا گیا پس ہم نے فاطمہ کی شادی سے بہتر کوئی شادی نہیں دیکھی۔ اکثر صحابہ کرامؓ نے دعوتِ ولیمہ میں شرکت کی۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کو جو جہیز دیا وہ مندرجہ ذیل چیزوں پر مشتمل تھا۔ ایک قمیص مبارک، ایک چادر مبارک، کالے رنگ کا نرم رووں کا کمبل، کھجور کے پتوں سے بنا ہوا بستر، موٹے ٹاٹ کے دو فرش، چمڑے کے چار تکیے، آٹا پیسنے کی چکی، تانبے کا برتن کپڑے دھونے کے لیے، ایک مشکیزہ، لکڑی کا برتن پانی پینے کے لیے، مٹی کی صراحی، مٹی کے دو آبخورے، زمین پر بچھانے کا چمڑا، ایک سفید چادر، ایک لوٹا۔

آج ایک مسلمان بیٹی کی شادی فضول رسومات اور بے جا مصارف کے باعث بوجھ بن گئی ہے۔ ہمارے لیے لازم ہے کہ جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی زندگی کو لائحہ عمل بنایا جائے۔ ان کی شادی ہر لحاظ سے مثالی اور بہترین عملی نمونہ ہے۔

شجرِ رسالت ﷺ کی شاخِ ثمر بار
اولادِ بتول رض — آلِ رسول ﷺ
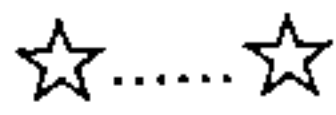
شجرِ رسالت ﷺ کی شاخِ ثمر بار

اولادِ بتولؓ...... آلِ رسول ﷺ

قال اللہ تبارک وتعالیٰ:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ○ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ○ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ○

''اُس نے دو دریاؤں کو ملایا کہ باہم ملے ہوئے بھی ہیں اور ان کے درمیان ایک حجاب بھی ہے کہ دونوں ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ ان دونوں سے موتی اور مرجان پیدا ہوتے ہیں۔''

نورالابصار۔ص ۱۱۲، نزہۃ المجالس ۲/۲۲۹، میں دیگر مفسرین مندرجہ بالا آیات مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ بحرین سے مراد عصمت کا بحر فاطمہ سلام اللہ علیہا اور شجاعت کا بحر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگرچہ یہ آپس میں ملے ہوئے ہیں لیکن ان کے درمیان میں تقویٰ کا حجاب موجود ہے۔ پس نہ تو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیادتی کرتی ہیں اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا پر زیادتی کرتے ہیں اور ان دونوں دریاؤں سے پیدا ہونے والے موتی اور مرجان حضرات حسنین کریمین علیہما السلام ہیں۔

سرکارِ کائنات ﷺ کی اولاد پاک میں حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان سے آپ ﷺ کی نسل مبارک چلی ہے۔

☆......☆

شہزادۂ گلگوں قبا...... گلشنِ زہرا سلام اللہ علیہا کا گُلِ اوّل

ہجرت کا تیسرا سال اور رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ ہے۔ امام الانبیاء ﷺ مسجد نبوی کے صحن میں تشریف فرما ہیں۔ جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کرنے کے بعد ایک جنتی ریشمی کپڑے کا ٹکڑا پیش کرتے ہیں۔ جس پر ایک نام لکھا ہوا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی گود میں تشریف لانے والے پہلے شہزادے کی آپ ﷺ کو مبارک ہو۔'' حضرت جبرائیل علیہ السلام واپس چلے گئے تو آپ ﷺ کو بیٹی کے گھر سے جناب حسن علیہ السلام کی ولادت کا پیغام آ گیا۔ سرورِ کونین ﷺ نے یہ خوشخبری سنی تو آپ ﷺ کے چہرۂ والضحیٰ پر بشاشت و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ آپ انتہائی خوشی کے عالم میں اپنی صاحبزادی کے گھر میں تشریف لاتے ہیں۔

سیّدہ کائنات سلام اللہ علیہا کا حجرہ بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ نور کے تین سمندر بیک وقت موجزن ہیں۔ امام الانبیاء ﷺ نے بیٹی کو مبارکباد دے کر شہزادۂ بتولؑ کو گود میں اُٹھا لیا۔ نور نور کی گود میں آ گیا۔ ستارہ چاند کی آغوش میں آ گیا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے نواسہ کے چہرۂ منور کو دیکھے جا رہے ہیں۔ بالکل آپ ﷺ کا اپنا ہی نقشہ تھا۔ ایک ہی نور تھا۔

بقول اعلیٰ حضرت:

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے والد گرامی کی مکمل تصویر تھیں اور جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام اپنی والدہ محترمہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی مکمل تصویر تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کے بیٹے کو سینے سے لگایا۔ ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت فرمائی اور اپنی زبان مبارک شہزادۂ بتولؑ کے منہ میں دے دی۔ پھر آپ ﷺ نے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق شہزادۂ بتولؑ کا نام حسن علیہ السلام رکھا۔ شہزادۂ بتولؑ امام عالی مقام حضرت حسن علیہ السلام کی عمر مبارک سات روز کی ہوئی تو امام الانبیاء ﷺ نے آپ کے سر کے بال اُتروا دیئے اور ان کے ساتھ وزن کر کے چاندی صدقہ کر دی۔ پھر بکری ذبح فرما کر جناب حسن مجتبیٰؑ کا عقیقہ فرمایا اور گوشت تقسیم فرما دیا۔ مؤرخین کے نزدیک یہ واقعہ ۲۱ رمضان المبارک ۳ ہجری کا ہے۔

ولادتِ حسن علیہ السلام اور نمازِ بتول سلام اللہ علیہا

دنیا میں بڑی بڑی شان کی مالک بیبیاں پیدا ہوئیں جن میں پیغمبروں کی مائیں بھی ہیں اور صحابہ کرام کی مائیں بھی، صحابیات بھی ہیں اور صحابہ زادیاں بھی، پیغمبر زادیاں بھی ہیں اور پیغمبروں کی بیویاں بھی، ولیہ بھی ہیں اور ولی زادیاں بھی، ولیوں کی مائیں بھی ہیں اور ولیوں کی بیویاں بھی۔ مگر جو شان اُمّ الائمہ بنتِ رسول سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ہے اس کا مقابلہ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ امام الانبیاء ﷺ نے آپ کے شہزادے کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے کے نام پر شبّر جس کے معنے حُسن ہوتے ہیں تجویز فرمایا اور آپ علیہ السلام کی گود میں دے کر انتہائی مسرت کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں تشریف لے آئے اور ادھر جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا بچے کو دودھ دے کر اُٹھیں وضو فرمایا اور نماز کے لیے کھڑی ہو گئیں۔

دنیا کی کون عورت ہے جو اس شان کی مالکہ ہو کہ ادھر بچے کو جنم دے اور اُدھر نماز پڑھنا شروع کر دے۔ جناب اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو نماز پڑھتے دیکھا تو حیران ہو کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں تمام ماجرا بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ہم جانتے ہیں کہ ہماری بیٹی طیبہ و طاہرہ و مطہرہ ہے اور عورتوں کے حیض و نفاس سے پاک ہے اور فرمایا ہماری بیٹی بتول ہے، بتول کہتے ہی اسے ہیں جس نے عورتوں کی ان امراض کو نہ دیکھا ہو۔

سبحان اللہ! یہ ہے بنتِ محمد ﷺ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شان، جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا بھی بتول ہیں اور جناب حضرت مریم سلام اللہ علیہا بھی بتول ہیں، حضرت مریم علیہ السلام بڑی شان والی ہیں ہم موازنہ نہیں کریں گے مگر آپ کا شوہر نہیں اس لیے بتول ہیں۔ ادھر جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا شوہر بھی ہے اور آپ بتول بھی ہیں۔ جناب مریم علیہ السلام کی گود میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نفاس کے چالیس دن گزار کر اپنی قوم میں تشریف لائیں، مگر جناب زہرا بتول سلام اللہ علیہا کے چاند امام حسن رضی اللہ عنہ نے طلوع کیا تو آپ نے اسی وقت نماز ادا فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب سیّدہؓ کی شان عقل و فہم سے وریٰ الوریٰ ہے۔ انتقالِ نور کی حقیقتوں کو کیا سمجھا جا سکتا ہے اور کیا بیان کیا جا سکتا ہے۔

ریاضِ بتول سلام اللہ علیہا کا دوسرا پھول

۴ھ اور ماہِ شعبان المعظم ہے۔ جناب اُمّ الفضل زوجہ عباسؓ حضرت امام الانبیاءﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتی ہیں اور عرض گزار ہوتی ہیں یا رسول اللہﷺ! بڑا پریشان کن خواب دیکھا ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپﷺ کے جسم اقدس کو کاٹ کر ایک ٹکڑا علیحدہ کیا گیا اور وہ کٹا ہوا ٹکڑا میری جھولی میں آ گیا۔ آپﷺ نے مسکرا کر فرمایا چچی جان! آپ نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر بیٹا پیدا ہوگا۔ جناب اُم الفضلؓ نے خواب کی تعبیر سنی تو مطمئن ہوگئیں۔ پھر وہ مملکت شہادت کا تاجدار، کانِ طہارت کا گوہر تابدار، بحر رسالتﷺ کا دُرِ تابدار، گلشنِ امامت کا گلِ نو بہار، ملکِ ولایت کا سلطانِ ذی وقار، سلطنت روحانیت کا شہریار، میدان عشق و محبت کا شہسوار، نوجوانانِ جنت کا سردار، دنیائے معرفت کا مالک و مختار، تقدیس و عظمت کا روشن مینار، صاحبِ اسرار، نور الانوار، قافلہ سالارِ عشق، کاشفِ اسرارِ عشق، نازشِ دربارِ عشق، کشتۂ تلوارِ عشق، مرکز پرکارِ عشق، مہبط انوارِ عشق، گرمی بازارِ عشق، نکہتِ گلزارِ عشق، مخزن انوارِ عشق، رونق ریاض بتولؑ، گلِ گلشنِ رسولﷺ، نواسۂ سید الثقلین، زینتِ بزمِ کونین، جناب زہراؑ کا نورعین، حیدر کرّارؑ کے دل کا چین، سیدنا امام حسین علیہ السلام بصد حسن و رعنائی بشانِ جلوۂ زیبائی سیّدہ کائنات خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کی آغوشِ طہارت مآب میں تشریف لے آئے۔

بعض مؤرخین نے یوم ولادت امام عالی مقام ۳ شعبان المعظم اور بعض نے ۵ھ شعبان المعظم لکھا ہے۔

شادی ہے ولادت کی یداللہ کے گھر میں
خورشید اُترتا ہے شہنشاہ کے گھر میں

امام الانبیاء ﷺ نے دوسرے نواسے کی آمد پر بھی بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا۔ جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہی کی طرح ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ پھر نواسے کے منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال دی۔ حسین نام تجویز فرمایا اور پھر جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو ساتویں روز فرمایا کہ ان کے سر کے بال اُتروا کر ان کے ساتھ چاندی وزن کر کے صدقہ کر دی جائے۔ پھر بکری ذبح کر کے عقیقہ بھی فرمایا۔ رسول زادیؓ کی شان و عظمت اور مقام و مرتبہ و رفعت کا اندازہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ آپؓ چکی پیس رہی ہوتیں، دونوں شہزادے آپؓ کی گود مبارک میں ہوتے اور آپؓ کے لبوں پر تلاوتِ قرآن ہوتی۔
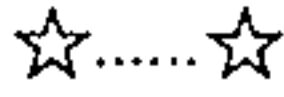
گلشنِ طہارت کی پہلی کلی

سراپائے زہرا سلام اللہ علیہا کی تصویرِ کامل

دو پھولوں کے بعد ہجری کے چھٹے سال گلستانِ زہرا سلام اللہ علیہا میں ایک درخشندہ کلی ظہور میں آتی ہے۔ سیّدہ کی بیٹی سیّدہ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا جنہیں بلا مبالغہ ثانی زہرا سلام اللہ علیہا بھی کہا جاتا ہے۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا کی عظمت و شوکت دیکھئے۔ آپؑ شہید کی بیٹی، شہیدوں کی بہن، شہیدوں کی ماں اور شہید کی بہو ہیں۔ جناب زینب رضی اللہ عنہا کے کردار میں کردارِ زہرا سلام اللہ علیہا کی جھلکیاں پورے وقار و تمکنت کے ساتھ نمایاں ہیں۔ بصد عفت و عصمت آپ کی دنیا میں تشریف آوری ہو چکی۔ جناب سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا۔ بھائیوں کے ساتھ بہن بھی ہو تو گھر کی رونقوں میں کچھ اور ہی حسن آ جاتا ہے۔

جس دن جناب زینب سلام اللہ علیہا دنیا میں تشریف لائیں امام الانبیاء ﷺ کہیں باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ جب واپس تشریف لائے تو حسبِ معمول سب سے پہلے بیٹی کے گھر تشریف لے گئے۔ جا کر دیکھا تو گلستانِ زہرا سلام اللہ علیہا کی باعصمت شگفتہ کلی ماں کی گود میں لیٹی ہوئی ہے۔ سرورِ عالم ﷺ نے بھی بے حد خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر ایک کھجور لے کر اُسے اپنے منہ مبارک میں ڈال کر چبایا اور پھر اس کا لعابِ دہن اپنی بیٹی کی بیٹی کے منہ میں ڈال دیا۔ اولادِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خوش نصیبی کا اندازہ کون کر سکتا ہے اور پھر آپ نے خود ہی بچی کا نام زینب رضی اللہ عنہا تجویز فرمایا۔ جس کا مطلب ہے ''زین ابؑ '' عربی میں اب باپ کو کہتے ہیں یعنی باپ کی زینت۔ پھر آپ ﷺ نے بچی کو بغور دیکھ کر فرمایا کہ اس کی شکل اپنی نانی جان خدیجۃ الکبریٰؓ سے بہت زیادہ ملتی ہے۔

☆......☆
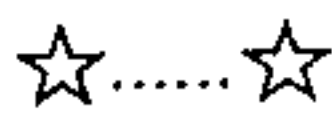
گلشنِ طہارت کی دوسری کلی

جنابِ زینبِ کبریٰؓ کے بعد جناب سیّدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ آپ بھی اپنی ہمشیرہ کی پوری تصویر تھیں۔ جناب سیّدہ پاک سلام اللہ علیہا نے اپنی صاحبزادیوں کے نام اپنی ہمشیرگان کے اسماء پر رکھے۔ تاکہ ان کی خواہران کی یاد گھر میں تازہ رہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت علی علیہ السلام کا نکاح عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے ہوا تھا اور حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی علیہ السلام کا نکاح سیدنا عمر بن خطابؓ سے ہوا۔

''البتول'' میں علامہ صائم چشتی نے متعدد کتب تواریخ وسیر کے حوالہ سے مزید لکھا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے دو بچے جنابِ محسن اور حضرت رقیہ علیہا السلام حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو عطا فرمائے مگر یہ بچپن میں ہی وصال فرما گئے۔
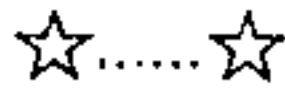
تاجدارِ ھل اتی رضی اللہ عنہ کے شہزادوں کی کشتی

فاتح خیبر اور قوت پروردگار کے مظہر اتم سیّدنا و امامنا حضرت حَسن و سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپس میں کُشتی لڑتے ہیں، تاجدارِ دوعالم فخرِ آدم و بنی آدم شہنشاہِ زمین و آسماں شہسوار لامکاں احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے باہیں پھیلا رکھی ہیں اور دونوں شہزادگانِ زہرا زور آزمائی فرما رہے ہیں:

وعن ابی ھریرۃ کان الحسن و الحسین یصطر عان بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

شہزادیٔ رسُول مخدومۂ کائنات سَیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا بھی اس فرحت خیز منظر کا مشاہدہ فرما رہی ہیں کہ یکا یک امام الانبیاء ﷺ نے بڑے صاحبزادے سیّدنا امام حسن کو مخاطب کر کے فرمایا: **ھِیَ حسن ھِیَ حسن۔**

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ ابا جان! حَسن تو بڑا ہے آپ اس کی حمایت کیوں فرماتے ہیں۔ آپ **ھِیٔ حسن** نہ فرمائیں۔

ورسول اللّٰہ یقول ھی حسنؑ قالت فاطمہ لم تقول

سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا بیٹی حسینؑ کو جبریل کُشتی لڑاتے ہیں وہ کہہ رہے ہیں **ھی** حسینؑ: حُسین پکڑلو۔

قال رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم اِنَّ جِبْرِ یْلَ یَقُوْلُ ھِی حُسَیْن

(شواہد النبوۃ ۳۰۴، ۱۳۰ اشرف المؤبد ۱۴۳) الاصابہ ۳۳۱ خصائص الکبری ۲/۱۲۵)

کس قدر عظیم شان ہے جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی جس کے بیٹے کھیل رہے ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیت کو ذوق آجائے اور جبریل کو بھیج کر اُن کی کُشتی لڑائے۔

☆......☆

سیّدہ سلام اللہ علیہا کا درزی

صبح عید ہونے والی ہے جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ننھے شہزادوں نے عرض کی۔ امی جان کل ہمیں بھی نئے کپڑے دینا۔ ہم پرانے کپڑے نہیں پہنیں گے۔ سیّدہ نے بچوں کو بہلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے۔ بنتِ رسول نے وعدہ فرمالیا کہ تمہیں عید کے لیے نئے کپڑے مل جائیں گے۔

پوری رات عبادت میں گذارنے والی سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے تہجّد کے نوافل کے بعد بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ اُٹھا دیئے اور عرض کیا الٰہی فاطمہ تیری کنیز ہے اس کے وعدے کو پُورا فرما دینا۔ یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے بچوں کی ضد کی وجہ سے اُن کے ساتھ نئے کپڑوں کا وعدہ کرلیا ہے۔ یا اللہ تو جانتا ہے کہ تیری کنیز نے نہ ہی کبھی اپنے لیے سوال کیا ہے اور نہ ہی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی کبھی غلط وعدہ کیا ہے۔ یا اللہ میرے وعدے کو ایفا فرما دینا۔

صبح ہوئی تو شہزادگانِ عالی وقار نے نئے کپڑوں کا مطالبہ کیا۔ جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔ میرے پیارے بیٹو! تمہارے کپڑے لے کر درزی ابھی آرہا ہے۔

اِدھر یہ بات ہو رہی تھی کہ رحمتِ خداوندی کو جوش آ گیا جبرائیلؑ کو حکم ہوا۔ میرے محبوب ﷺ کی بیٹی کے در پر درزی بن کے جاؤ اور فوراً اُس کے شہزادوں کے لیے جنت کے دو جوڑے لے کر پہنچ جاؤ۔ (کتاب الفضائل ۱۹۲ المولد شریف شہید ۴۶)

جبرائیل علیہ السلام جُھولا تے ہیں جُھولا

روایات میں آتا ہے کہ جب سیّدنا امام حَسنؓ اور سیّدنا امام حسینؓ چھوٹے چھوٹے تھے تو جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اُن کو جھولے میں ڈال دیتیں۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ عبادت

میں اس انہماک سے مصروف ہوتیں کہ آپ کو گردوپیش کا کوئی ہوش نہ ہوتا۔

آپ طویل ترین سجدے اُدا فرماتیں اور سجدہ میں روتی رہتیں۔ ایسی صورت میں جب کبھی کوئی شہزادہ رونے لگتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے جبریل امینؑ فوراً پہنچ جاتے اور شہزادگانِ بنتِ رسول ﷺ کا جھولا جھولاتے رہتے اور جب کبھی آپ سلام پھیر کر جھولے کی طرف نگاہ ڈالتیں تو وہ ہل رہا ہوتا۔ یہ اعزاز تھا اُس شہزادی سرورِ کون ومکاں ﷺ کا جس کا کوئی کام رضائے خدا اور منشائے ایزدی کے خلاف ہوتا ہی نہیں تھا۔ وہ خدا کے حضور میں حاضر ہوتیں اور خدا تعالیٰ اُن کے کام سنوار رہا ہوتا۔ (مجمع الفضائل ۱۳)

چکّی کون چلاتا تھا؟

مخدومۂ کائنات صاحبزادیٔ رسولِ امینؐ سیّدۃ نساء العٰلمین سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے روز مرّہ کے عام معمولات میں چکّی پیسنا بھی شامل تھا۔ نمازِ فجر کے بعد تلاوتِ قرآن آپ بالعموم چکّی پیستے وقت ہی فرمایا کرتی تھیں۔ ویسے دوسرے کام کاج کرتے وقت بھی آپ کے لبوں پر تلاوتِ کلامِ پاک جاری رہتی۔

بعض اوقات آپ کو رات کے کھانے کے لیے بھی چکّی چلانا پڑتی۔ ایک روائت میں آتا ہے کہ آپ کو چکّی چلاتے چلاتے نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ نے چکی چھوڑ دی اور نماز کے لیے کھڑی ہو گئیں۔ بنتِ رسول سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نماز پڑھ رہی تھیں اور اُن کی چکی خود بخود آٹا پیس رہی تھی۔ اُس میں جو بھی ڈالے جا رہے تھے اور آٹا بھی نکل رہا تھا۔

یہ تو صاحبزادیٔ رسول کا اعزاز ہے کہ جب آپ مصروفِ عبادت ہوں تو فرشتے اور حوریں سعادت حاصل کرنے کے لیے اُن کا کام کاج کر جائیں ورنہ سیدۃ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اپنی ریاضت اور مشقت کا یہ عالم تھا کہ چکّی پیستے پیستے آپ کے ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے اور پھر جب یہ چھالے پھُوٹ جاتے تو کئی کئی روز تک زخم مندمل نہ ہوتے۔

☆......☆

گلو بند کا تحفہ

سیّد الشہداء جناب امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صاحبزادی نے ایک طلائی کینٹھی سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۃً پیش کی اور خواہش ظاہر کی کہ اسے زیبِ گلوئے مبارک بھی کیا جائے۔ چنانچہ بنتِ رسول ﷺ نے وہ کینٹھی پہن لی۔ چند لمحات ہی گذرے تھے کہ ایک ضعیف و کمزور سائل نے آپ کے دروازہ پر صدا دی۔ یا اہل بیتِ محمد ﷺ! بھوکا بھی ہوں اور کمزور بھی خدا کے نام پر کچھ عطا کیا جائے۔ جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس اُس وقت وہی گلو بند یا کینٹھی موجود تھی۔ آپ نے اُسے اللہ کا نام لے کر گلے سے اُتارا اور سائل کو بھیج دی۔

اس قسم کے ایک دو نہیں سینکڑوں واقعات کتابوں میں موجود ہیں جن سے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے طبعی فقر و درویشی کی نشاندہی ہوتی ہے۔ آپ کے گھر میں ایسی غریبی نہیں تھی کہ آپ کو کوئی چیز میسر ہی نہ آتی تھی۔ کیونکہ آپ کی زندگی میں ایسے ایسے مواقع بھی آئے کہ آپ کی خدمت میں دنیا کی نادر ترین چیزیں پیش کی گئیں۔ مگر آپ نے وہ سب کچھ راہِ خدا میں نثار کر دیا۔ آپ کا فقر و فاقہ اختیاری تھا۔ اگر آپ کے پاس کوئی چیز موجود ہی نہ ہوتی تو آپ کیا تقسیم فرماتیں۔

☆......☆
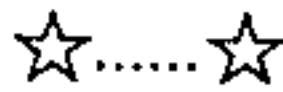
شہزادوں کا بستر

تاجدارِ دو عالم باعثِ تکوین وجہِ تخلیقِ ارضین وسماوات، افتخارِ موجودات، سلطان الانبیاء مالک ومختارِ ارض وسما، شہنشاہ دوسرا، احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے دربار اقدس پر کسی سائل نے صدا دے دی۔ شہنشاہ عالم! بھوکا ہوں کچھ عطا فرمایئے۔

آپ ﷺ حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تشریف فرما تھے۔ گھر بھر میں نگاہ دوڑائی مگر کوئی چیز بھی ایسی نظر نہ آئی جو سائل کو عطا فرمائی جاتی۔ امام الانبیاء ﷺ نے سائل کو فرمایا۔ دوست اس وقت محمد عربی ﷺ کے گھر میں روٹی کا ایک سُوکھا ٹکڑا بھی نہیں جو تمہیں عطا فرما دیا جاتا۔ بہر حال تمہیں دربارِ رسول ﷺ سے مایوس نہیں جانا پڑے گا۔ ہم تمہیں ایسی جگہ بھیجتے ہیں جہاں سے ضرور تمہاری حاجت روائی ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ نے اُسے اپنی بیٹی سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر بھیج دیا۔

سائل نے دروازہ زہرا پر صدا دی۔ یا اہلِ بیتِ محمد ﷺ بھوکا ہوں اور روٹی کا سوال ہے۔ اُس کی درد بھری صدا میں گہرے کرب کا اظہار ہوتا تھا۔ تاجدارِ دو عالم ﷺ کی بیٹی کا دل دہل گیا۔

گھر میں دو روز کا فاقہ بھی ہے اور کوئی ایسی چیز بھی موجود نہیں جو سائل کو عطا فرمائی جائے۔ صرف بکری کی کھال کا ایک نہایت خوبصورت جانماز ہے جس پر شہزادگانِ بتول سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہا السلام سوئے ہوئے ہیں آپ نے آہستہ سے ایک شہزادے کو اُٹھایا اور زمین پر لٹا دیا۔ پھر دوسرے شہزادے کو اُٹھایا اور بھائی کے پہلو میں زمین پر لٹا دیا اور شہزادوں کا وہ بستر جھاڑ کر سائل کے حوالے کر دیا اور فرمایا۔ اس وقت یہی ہے اسے فروخت کر کے کھانے کا انتظام کرلو۔ اگر اس وقت کچھ اور بھی ہوتا تو بنتِ رسول ﷺ تمہیں عطا کر کے اور زیادہ خوش ہوتی۔

اس قسم کے واقعات سے ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے کنوزِ رحمتِ دو عالم ﷺ کو تقسیم فرمانے

والی سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہی ہیں۔ امام الانبیاء ﷺ کا ارشاد ہے کہ:
اَللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ یعنی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور ہم تقسیم فرماتے ہیں۔ بلاشبہ خدا تعالیٰ نے دونوں جہان کے خزانے آپ ﷺ کو عطا فرما رکھے ہیں اور آپ ہی دونوں جہان کو ہر چیز تقسیم فرماتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے اپنی طرف سے عطا ہونے والے خزانوں کی تقسیم اپنی صاحبزادی والا شان سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے سپرد فرما رکھی ہے۔ جس نے جب بھی جو بھی رسولِ ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے لینا ہے وہ شہزادیٔ رسول کے دروازے کا سائل بنے، آپ کا دروازہ کھٹکھٹائے بغیر کبھی کسی کو کوئی چیز دربارِ مصطفےٰ ﷺ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے والدِ گرامی کے خزانوں کی مختار ہیں اور یہ بہت بڑی حقیقت ہے جس کے لیے کتبِ تفاسیر واحادیث میں بیشمار شواہد موجود ہیں اور تمام اولیاء اللہ کی تعلیم کا ماحصل یہی ہے جو مدارج ومناصب بھی ملیں گے اہل بیت محمد ﷺ کے وسیلہ وصدقہ سے ہی ملیں گے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
کا مقامِ فقر

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مقامِ فقر

مرشدِ کریم، قدوۃ السالکین، عمدۃ الصالحین، برہان الواصلین، سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب فقر کی انتہا ہوتی ہے تو وہ واصلِ باللہ ہو جاتا ہے یعنی فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ آپ نے اس مقام کا نام تَمَّ الْفَقر فَھُوَ اللّٰہُ رکھا ہے۔ یہ مقام بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ صرف سات رُوحیں ایسی ہیں جو اس مقامِ عظیم یعنی تمّ الفقر فھو اللّٰہ پر فائز ہیں۔ دوسری ہر قسم کی سیادت کی طرح ان سات رُوحوں کے سلطان بھی سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں اور ان ساتوں میں جو رُوحِ اوّل ہے وہ خاتونِ جنت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ذاتِ اطہر ہے۔

ان ارواح کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ ان ارواحِ مقدسہ پر ایک لمحہ اور پلک جھپکنے کی دیر میں سّتر ہزار تجلّیات انوارِ الٰہیہ وارد ہوتی ہیں مگر وہ آہ تک نہیں کرتے اور دم نہیں مارتے بلکہ ھَلْ مِنْ مَزِیْد فرماتے ہیں۔ یعنی اس سے اور زیادہ تجلّیات کا ورود ہو۔ اور ان لوگوں کو خدا تعالیٰ لا یحتاج کر دیتا ہے۔ اُنہیں کوئی ضرورت اور کوئی حاجت باقی نہیں رہتی اور وہ حیاتِ ابدی کے مالک بن جاتے ہیں۔

سلطان العارفین کی عبارت اِسی طرح ہے:

اذتم الفقر فھو اللہ فقر ہرایشاں عطا پس حیات ابدی وتاج عز وسروری الفقر لا یحتاج الا ربہ ولا الیٰ غیرو در ہر لمحہ وطرفۃ العین ہفتاد ہزار لمعات جذبات انوار ذاتِ برایشاں وارد و دم نہ زدند و آہے نہ کشیدند ھل من مزید مے گفتند۔ الخ

وایشاں سلطان الفقراء سیّد الکونین اندو رُوحِ اوّل خاتونِ قیامت رضی اللہ عنہا۔

(رسالہ رُوحی قلمی ۱۲)

اپنے لیے سوال:

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو ربّ العزت نے فی الواقع لایحتاج کر دیا تھا۔ آپ کو ہر قسم کی خواہشات سے بے نیاز کر دیا تھا اور اسی کو تم الفقر فہو اللہ کا مقام کہا جا سکتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے اس قول کی تائید امام الاولیاء شہزادہ بتول نواسۂ رسول حضرت امام حسن مجتبٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہماری والدہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اکثر پوری پوری رات عبادت میں بسر کرتیں اور تمام شب رو رو کر گزارتیں مگر خدا تعالیٰ سے دعا کرتے وقت اپنی ذات کے لیے کبھی کوئی چیز طلب نہ فرماتیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال

شہزادئ رسول جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شادی مبارک کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ ایک روز شیرِ خدا مشکل کشا تاجدارِ ہل اَتیٰ سیّدنا حیدرِ کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ کھانے کو طلب کیا۔ آپ نے فرمایا، یا علی رضی اللہ عنہ! تین روز سے گھر میں جو کا ایک دانہ بھی نہیں۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سُنا تو تڑپ کر رہ گئے۔ آپ خود تو فاقوں پر فاقے کرنے کے عادی تھے ہی بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فاقوں کا خیال کر کے آپ بیقرار ہو گئے اور فرمایا۔ اے بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے مجھے کیوں نہ بتایا تا کہ میں جیسے بھی ہوتا آپ کے لیے کچھ نہ کچھ انتظام کر دیتا۔

شہزادئ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غمزدہ تبسم سے جواب دیا۔ سرتاج! مجھے کچھ مانگنا آتا ہی نہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میرے ابا جان نے مجھے یہاں آتے وقت نصیحت فرمائی تھی کہ بیٹی علی کو پریشان نہ کرنا اور اُس سے سوال کر کے اُسے شرمندہ نہ کرنا۔ یہ ہے بنتِ رسول خاتونِ جنت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے مقامِ فقر و استغناء کا تحفظ کہ اپنے شوہر سے سوال کرنے پر بھی حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پابندی لگا رکھی ہے۔

باپ بیٹی کا فقر

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مقدس شہزادی کی تربیت خالص درویشانہ اور فقیرانہ ماحول میں فرمائی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپؓ فقر کی تمام منازل عمر مبارک کے ابتدائی دور میں ہی طے فرما چکی تھیں۔

شہزادیٔ سرورِ کونین ﷺ خاتونِ جنت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے ہر قسم کی محنت و مشقت اور تکلیف و مصیبت کو پوری رضا و رغبت سے قبول فرما رکھا تھا۔ آپ کسی بھی ابتلاو آزمائش کے وقت ہرگز ہرگز شکوہ و شکایت نہ فرماتیں بلکہ اپنے تربیت دہندہ رسولِ معظم صلی اللہ علی وآلہ وسلم کے حضور میں بھی بغیر اُن کے پوچھے کسی دُکھ درد کا اظہار نہ فرماتیں۔

ایک دن آپ ﷺ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے تو آپ آٹا بھی گوندھ رہی تھیں اور تلاوتِ قرآن بھی فرما رہی تھیں۔ آپ سلام اللہ علیہا نے جسم مقدس پر اونٹ کی کھال پہنی ہوئی تھی جس پر تیرہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ شہنشاہِ کونین ﷺ نے بیٹی کی طرف دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور چشمِ نم سے فرمایا میری بیٹی اللہ تعالیٰ تجھے اور بھی صبر عطا فرمائے۔ بیٹی تیرے دُکھوں کو دیکھ کر باپ کے دل پر چوٹ تو ضرور پڑتی ہے مگر ہم نے یہ سب کچھ خود ہی اختیار کیا ہے۔ ہم نے دنیا کے بدلے آخرت کو قبول کیا ہے اس لیے غربت و افلاس کے یہ صدمات اُٹھانا ہی پڑیں گے۔

نقاہت کیوں ہے؟

ایک روز تاجدارِ مدینہ ﷺ بیٹی کے گھر تشریف لائے۔ دیکھا تو آپؓ کا چہرہ اُترا ہوا تھا۔ بے قرار ہو کر پوچھا بیٹی کیا بات ہے تمہارا چہرہ کیوں اُترا ہوا ہے۔ عرض کیا ابا جان ایسی تو کوئی بات نہیں بھوک کی وجہ ہو سکتی ہے تین روز سے کھانے کو کچھ نہیں ملا۔ سیدِ عالم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے۔ پھر فرمایا بیٹی تیرا باپ بھی تین روز سے بھوکا ہے اور ایک لقمہ تک نہیں کھایا۔ صبر کرو میری بیٹی۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

صبر کا دامن داغدار نہ ہونے دینا۔ تیرا باپ سارے رسولوں کا سردار ہے۔ تیرا شوہر سارے ولیوں کا سردار ہے اور تو دونوں جہان کی عورتوں کی سردار ہے۔ بیٹی ہمارا یہ فقر اختیاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر و استقامت عطا فرمائے۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا والدِ گرامی ﷺ کی شفقت بھری گفتگو سُن کر انتہائی مسرور ہو گئیں اور چہرے سے نقاہت کے تمام آثار دور ہو گئے۔ (نزہۃ المجالس ۲/۲۲۳)

سخاوت کا انعام

کُتب تفاسیر میں آتا ہے کہ ایک دفعہ شہزادیٔ رسول سیّدہ بتول سلام اللہ علیہا کے دونوں صاحبزادے سیّدنا حسن علیہ السلام اور سیدنا حسین علیہ السلام بیمار ہو گئے امام الانبیاء ﷺ نے

روزوں کی منّت ماننے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ جناب حیدرِ کرّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنابِ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے تین روزے رکھنے کی مَنّت مان لی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صاحبزادگانِ بتولؑ کو جلد ہی شِفا عطا فرمادی۔

گھر میں تو فاقوں کی وجہ سے پہلے ہی روزوں جیسا معاملہ تھا۔ تاہم روزوں کے لیے سحری افطاری کا اہتمام ضروری تھا۔ مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ دونوں عالم کے تاجدار کی بیٹی کے گھر میں اس قدر آٹا بھی موجود نہیں کہ روزہ افطار کرنے کے لیے چند روٹیاں ہی پکالی جائیں۔

☆

تاجدارِ ھَل اَتیٰ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شمعون یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اُس سے تین صاع جو اُدھار لا کر جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو پیش کر دیے۔ رُسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی نے وہ جو صاف کیے اور انہیں چکی میں پیسنا شروع کر دیا۔ تیسرا حصہ آٹا تیار ہو گیا تو آپ نے اُسے گوندھ کر پانچ روٹیاں تیار فرمائیں۔ آپ کے پاس فِضّہ کنیز تھی اور وہ بھی روزے سے تھی۔

مَغرب کے وقت روزہ کی افطاری کی تیاری ہو رہی تھی کہ دروازہ کے باہر سائل نے آواز دی۔ السلام وعلیکم یا اہل بیتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مسکین ہوں اور روٹی کا سوال ہے۔ اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا تھا کیسے انکار کرتے! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے حصے کی روٹی اُٹھائی اور سائل کی طرف چلے تو مجسمۂ ایثار و سخاوت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔ سرتاج! یہ میرے حصے کی روٹی بھی سائل کو عطا کر دیجئے۔ آپ نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حصہ کی روٹی بھی اٹھالی تو فِضّہ کنیز نے عرض کیا۔ آقا میری بھی تربیت آپ کے زیر سایہ ہو رہی ہے میرے حصّہ کی روٹی بھی سائل کو عطا فرمادیں۔ والدین کی شانِ سخاوت دیکھی تو جناب حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اپنی روٹی پیش کر دی پانچ روٹیاں ہی پکائی گئی تھیں اور پانچوں ہی سائل کو عطا فرمادی گئیں اور خاندان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی سے روزہ افطار کر کے مصروفِ عبادت ہو گیا۔

دوسرے روز پھر روزہ تھا۔ جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے پھر تیسرا حصہ جو لے کر آٹا تیار فرمایا اور پانچ روٹیاں پکالیں۔ افطاری کا وقت قریب آیا تو دروازہ پر سائل نے آواز دے دی! اسلام علیکم یا اھل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یتیم ہوں خدا کے نام پر روٹی کا سوال ہے۔ بالکل پہلے دن ہی کی طرح سب نے اپنی اپنی روٹی پیش کر دی اور پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ سائل نے

پانچوں روٹیاں کپڑے میں ڈالیں اور دعا دیتا ہوا واپس ہو گیا۔

آج تیسرا اور منت کا آخری روزہ ہے۔ تیسرا حصہ جو باقی پڑے ہوئے تھے سیّدۃ النساء العالمین نے اُنہیں بھی چکی میں پیسنا شروع کر دیا۔ آٹا تیار ہو گیا تو روٹیاں پکالی گئیں۔ افطاری کی تیاری ہونے لگی تو باہر سے آواز آئی۔ یا اہل بیت محمد ﷺ قیدی ہوں روٹی کا سوال ہے۔ کوئی دنیادار ہوتا تو پکار اُٹھتا کہ یہ کیا مصیبت ہے جاؤ بابا معاف کرو۔ مگر یہ تو خاندانِ رُسول ﷺ تھا۔ یہ لوگ تو ایثار و قربانی اور عطا و سخا کے پیکر تھے۔ کسی کے چہرے پر ملال تک نہ آیا۔ پہلے اور دوسرے دن ہی کی طرح سب نے اپنے اپنے حصّہ کی روٹی سائل کو عطا فرما دی۔ سوالی دعا دیتا ہوا واپس چلا گیا اور اہلِ بیت رُسول ﷺ پانی سے روزہ افطار کر کے مصروفِ عبادت ہو گئے پہلے بھی فاقوں پر فاقے آیا کرتے تھے اور اب تو تین دن سے مسلسل روزہ تھا۔ نقاہتِ جسمانی میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا تھا۔ جنابِ حیدر کرار نے دونوں صاحبزادوں سیّدنا امام حسن! اور سیّدنا امام حسین علیہ السلام کو انگلی سے لگایا اور بارگاہِ سرکارِ دوعالم ﷺ میں حاضر ہو گئے۔ آپ مسجدِ نبوی کے محراب میں تشریف فرما تھے۔ بھوک کی شدّت سے نواسوں کو لڑکھڑاتے دیکھا تو بیقرار ہو گئے۔ اسی عالم میں نزولِ وحی شروع ہو گیا۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم آپ کی اہل بیت کے امتحان کے لیے خدا تعالیٰ کے حکم سے میں ہی مسلسل تین روز مسکین، یتیم اور قیدی بن کر حاضر ہوا تھا اور اب اس ایثار کا ان کے لیے خدا تعالیٰ کا یہ انعام لے کر حاضر ہوا ہوں۔ خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○
اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا۔
اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ○ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ
شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا○ (الدھر آیت ۸تا۱۰)

''اور کھانا کھلاتے رہتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے۔ ہم تو تمہیں بس اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں اور نہ تم سے اس کا عوض چاہیں اور نہ شکریہ۔ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف سے اندیشہ رکھتے ہیں ایک تلخ اور سخت دن کا۔ سو اللہ اِن کو اُس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا اور اُن کو تازگی اور خوشی عطا کرے گا۔''

☆......☆

انتہائے سخاوت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ بنی سلیم قبیلے کا ایک اعرابی دربارِ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوا اور آتے ہی گستاخانہ انداز میں خرافات بکنے لگا۔ ماہتاب رسالت ﷺ کے اِردگرد ستاروں کی طرح صحابہ کرام کا جھرمٹ لگا ہوا تھا۔ انہوں نے اُس اعرابی کی بیباکانہ گفتگو سُنی تو سب کے چہرے آتشِ غضب سے سُرخ ہو گئے۔ جنابِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی غیظ کے عالم میں تلوار کھینچ لی اور اُس گستاخ کا سر قلم کرنے لگے مگر سرکارِ دو عالم ﷺ کی شانِ رحمۃ للعالمینی کو ایسا کرنا گوارا نہ ہوا آپ ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ عُمر اسے چھوڑ دو۔ یہ ناسمجھ ہے۔

رحمت دو عالم کا حُسن اخلاق دیکھا تو اعرابی نے آنکھیں نیچی کر لیں اور آپ کے قدموں میں گر گیا اور بصد اُادب کہنے لگا۔ اے شہنشاہِ مملکتِ رحم و کرم۔ میرا نام بھی اپنے غلاموں میں شامل کر لیجئے۔ آپ نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے اُسے حلقہ بگوشِ اسلام کر لیا۔

توحید و رسالت کا اقرار کر لینے کے بعد اُس اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انتہائی مفلس و قلاش اور نادار و محتاج ہوں۔ خود بھی بھوکا ہوں اور میرے اہل و عیال بھی بھوکے ہیں۔ میری یہ مصیبت دُور فرمائی جائے۔ شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے صحابہؓ کرام کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''کون ہے وہ جو اس شخص کو ایک اونٹ پیش کرے۔ ارشادِ محبوبؐ سُنا تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ گردن خم کر کے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا آقا ﷺ! میرے پاس ایک ہی ناقہ ہے سو وہ میں ابھی لائے دیتا ہوں۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ کون ہے وہ جو اس کے ننگے سر کو چھپائے۔ مولائے کائنات سیدنا حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور سرِ اقدس سے اپنا عمامہ اُتار کر اُس کے سر پر رکھ دیا اور خود

معمولی کپڑے سے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لیے کھانے کا انتظام کرے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ یہ اسلام کا وہ سخت ترین دور تھا جب اصحاب صُفّہ و دیگر حضرات کو کئی کئی وقت پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ لباس کی کمی اور غربت کا یہ عالم تھا کہ سارے جسم کو صرف ایک معمولی چادر سے ڈھانپنا پڑتا۔ بہرصورت امام الانبیاء ﷺ کا ارشاد سُنا تو صحابہ کرام کے چہروں پر حسرت ٹپکنے لگی۔ سبھی کے دل میں خیال بار بار کروٹیں لے رہا تھا کہ کاش آج ہمارے پاس غلّہ ہوتا تو محبوبِ کبریا ﷺ کی خوشنودی بھی حاصل ہو جاتی اور تعمیل ارشاد بھی کر لیتے۔

مجلس میں حاضر صحابہ کو خاموش دیکھا تو تاجدارِ مدینہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور دیگر مہاجرین و انصار صحابیوں کے گھروں میں جاؤ۔ جہاں سے جو کچھ بھی دستیاب ہو لے کر اسے دے دو۔ حضرت سلمانؓ مودبانہ اُٹھے، اعرابی کو ساتھ لیا اور جو صحابی دربارِ رسالت ﷺ میں موجود نہیں تھے اُن کے گھروں میں پھرنا شروع کر دیا۔ مگر ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں خیال کیا کہ اب اُس آستانہ عطا اور بحرِ سخا کی طرف چلنا چاہیے جہاں سے مایوسی کا امکان ہی نہیں۔

چنانچہ آپ اعرابی کو ساتھ لیے ہوئے آستانہٴ زھرا سلام اللہ علیہا پر حاضر ہو گئے۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے پردے کی اوٹ سے اُن کی آمد کا مطلب دریافت فرمایا تو جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سارا حال من و عن عرض کر دیا۔

سیّدِ عالم ﷺ کی بیٹی نے دروازے پر سائل کو دیکھا تو جذبہٴ سخاوت جوش میں آ گیا۔ گھر بھر میں اچھی طرح نظر دوڑائی مگر وہاں اللہ کے نام کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی۔ بس صرف آپ کی اپنی ایک چادرِ مقدس تھی۔ بار بار نظر اُٹھتی تھی اور اُس ردائے پاک پر آ کر ٹھہر جاتی تھی۔ بظاہر کسی کو چادر عطا کر دینا بڑی معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے مگر جب گھر میں صرف ایک ہی چادر ہو اور وہ بھی اُس پردہ نشین کی چادر جس کے رُخِ انور کی طرف فرشتے بھی نظر نہ اُٹھاتے ہوں۔ جو کئی دن تک بھوکی تو رہ سکتی ہو مگر پردہ کی طرف سے ایک لحہ بھی کوتاہی نہ فرمائی ہو۔ اُس کا سائل کو اپنی چادر عطا فرما دینا بہت بڑی بات ہے۔ بہرحال آپ نے اللہ کا نام لے کر ردائے مقدسہ اُٹھائی اور جنابِ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما کر کہا کہ اسے شمعون یہودی کے پاس لے جائیں۔ اُسے

کہنا کہ یہ بنت رسول ﷺ کی چادر ہے اسے خرید لو اور اس کی قیمت کا جس قدر غلّہ آتا ہے اس اعرابی کو دے دو۔ جناب سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ردائے زہرا سلام اللہ علیہا کو چوم کر آنکھوں سے لگایا اور شمعون یہودی کے پاس آ گئے۔ اُسے چادر دے کر فرمایا کہ یہ خرید لو اور اس کے عوض میں جتنا غلہ بنتا ہے اس سائل کو دے دو۔ شمعون نے پوچھا آپ یہ چادر کہاں سے لائے ہیں؟ حضرت سلمان نے اس کے جواب میں اعرابی کی آمد اور حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے چادر عطا فرمانے کا پورا واقعہ سُنا دیا۔

شمعون یہودی نے یہ واقعہ سُنا تو تڑپ کر رہ گیا۔ اُس نے کہا جس شخص کی بیٹی کا یہ کردار اور ایثار ہے وہ شخص بلاشبہ خدا تعالیٰ کا سچا رسول ہے۔ میں اُس کی رسالت پر صدقِ دل سے ایمان لاتا ہوں۔ آپ سب سے پہلے مجھے مسلمان کریں باقی کام بعد میں ہوگا۔ پھر وہ حضرت سلمانؓ کے ہاتھوں پر مشرّف بہ اسلام ہوا۔ بعد ازاں اس نے کثیر مقدار میں غلّہ اس شخص کو بھی دیا اور جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر بھی ہدیۃً غلّہ وغیرہ بھیج کر نہایت ادب واحترام کے ساتھ آپ کی چادر مبارک واپس کر دی۔

ردائے فاطمہ سلام اللہ علیہا تو سرمایۂ عصمتِ کائنات تھی۔ غیرتِ خداوندی کب گوارا کر سکتی ہے کہ جس فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پردے کا تحفظ کرتے ہوئے قیامت کے دن تمام دنیا کو نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دیا جائے اُس فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے سر کی ردا فروخت ہو جائے۔

دیکھنا تو یہ ہے کہ جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی سخاوت اور سائل نوازی کا مقام کس قدر بلند ہے۔ اسی مقام پر ترجمان اہل سُنت حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مزرعِ تسلیم را حاصل بتولؑ
مادراں را اُسوۂ کامل بتولؑ
بہر محتاجے دلش آں گو نہ سوخت
با یہودے چادرِ خود را فروخت

☆......☆

خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا
بحیثیت بیٹی

دخترِ آں رحمت اللعالمینؑ
آں امامؑ اوّلین و آخریں

خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا بحیثیت بیٹی

شعب ابی طالب کی محصوری کے اختتام کے کچھ ہی عرصہ بعد حضور ﷺ کو مشفق چچا حضرت ابو طالب اور غمگسار رفیقہ حیات سیّدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کی جدائی کا غم سہنا پڑا۔ یکے بعد دیگرے یہ حادثات حضور ﷺ کے لیے ایک بھاری نقصان تھا اس لیے اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں۔
سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا چونکہ گھر میں سب سے چھوٹی تھیں اس لیے فطری بات ہے کہ ان کو والدین کریمین کا زیادہ پیار مل رہا تھا۔ جب شفیق ماں کا سایہ اُٹھ گیا تو صدمہ پہنچنا یقینی امر تھا۔ بعض کتب میں مذکور ہے کہ تدفین کے بعد جب سید دو عالم ﷺ واپس گھر تشریف لائے تو سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا دوڑ کر آپ ﷺ سے لپٹ گئیں اور بے اختیار پوچھنے لگیں کہ میری امی کہاں ہیں؟ اس موقع پر اس سوال سے دردناک صورتحال کا پیدا ہونا ایک طبعی امر تھا۔ آپ ﷺ کی چشمانِ مقدس اشک بار ہو گئیں۔ پہلی بار گھر خالی دیکھ کر آنکھوں کے سامنے پچیس سالہ رفاقت کا دور گھوم گیا۔ لیکن خدا کی رضا بہر حال مقدم تھی اس لیے کچھ توقف کے بعد فرمایا ''آپ کی امی اللہ کے ہاں چلی گئیں۔''
آپؑ کی سیرتِ اطہر کے متعدد واقعات اس پر بین دلیل ہیں۔ سیّدہ پاکؑ نے شعور کی آنکھ کھلتے ہی غم والم کا شدید دور دیکھا لیکن کمسنی اور معصومیت میں بھی انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو کبھی دعوتِ حق سے دست کش ہو کر گھر میں بیٹھ رہنے کا مشورہ نہیں دیا بلکہ صبر و استقامت سے یہ صدمے سہے اور تلخیاں برداشت کیں۔ بحیثیت بیٹی آپ کی سیرت مبارکہ اطاعت ومحبت والدین، متانت و سنجیدگی، سادگی و شائستگی، تفکر وتدبر، ایثار وقربانی، سخاوت وعطا، دانش وفراست، پردہ داری اور طہارت ونظافت کی عمدہ ترین مثال ہے۔

بحیثیت بیٹی آپؓ کی سیرتِ اطہر کے تمام نقوش ایک مسلمان بیٹی کے لیے راہنما اصولوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

☆ بیٹی پر فرض ہے کہ وہ والدین کی خدمت واطاعت دل وجان سے کرے۔ جدید نسل اور بالخصوص تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ اپنے والدین کی عزت وتوقیر نہیں کرتا۔ خاص طور پر دینی اور مذہبی نصیحت کو نفرت کی حد تک رد کرتا ہے۔

☆ بیٹی والدین کی رضا پر مرمٹنے کے لیے تیار رہے۔ ان کی عزت وناموس کا خیال رکھے۔ اپنی عزت وناموس اور عفت وحیا کو داغدار ہونے سے بچائے رکھے۔

☆ والدین کے لیے راحت وسکون کا باعث ہو، نہ کہ شرم وعار کا سبب۔

☆ اگر والدین معاشی اعتبار سے تنگدست ہوں تو کفایت شعاری اپنائے۔ بلاوجہ فرمائشیں نہ کرے۔

☆ اگر سوتیلی ماں کے ساتھ رہنا پڑے تو صبر واستقامت اور اطاعت ومحبت کا ویسا ہی مظاہرہ کرے جیسا کہ اپنی حقیقی ماں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ سیّدہ پاک سلام اللہ علیہا کے انتقال کے بعد حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ یکے بعد دیگرے حضور ﷺ کے نکاح مبارک میں آئیں اور گھر میں آپؓ کے ساتھ تھیں مگر کبھی کسی کو آپؓ سے شکایت نہ ہوئی۔ سب کی سب اُمہات المومنین آپؓ کے محاسن واخلاق کی دل وجان سے معترف تھیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ آپؓ کے فضائل ومحاسن پر مبنی اکثر احادیث سیّدہ عائشۃ الصدیقہؓ سے مروی ہیں۔

☆ خویش واقارب، بہن بھائیوں اور عزیزوں سے حسن سلوک بھی سیّدہؓ کی سیرت کا تابناک پہلو ہے۔

☆......☆

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا
بحیثیت بیوی

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

بحیثیت بیوی

بانوئے آں تاجدار ھل اتیٰ
مرتضیٰ، مشکل کشا، شیر خدا

ازدواجی زندگی کا آغاز چونکہ ازدواجی بندھن سے ہوتا ہے۔ سیّدہ کائناتؓ کی ازدواجی حیات مبارکہ کا مطالعہ مسلمان بیوی کے لیے مینارۂ نور ہے۔

رخصتی سے پہلے حضور ﷺ کے حکم پر آپؓ کے لیے جو نیا گھر بنایا گیا تھا وہ کاشانۂ نبوی ﷺ سے کچھ فاصلے پر تھا۔ حضور ﷺ کا بیٹی کے گھر آنا جانا کثرت کے ساتھ رہتا تھا۔ اس لیے یہ دوری باعث تشویش ہوئی جبکہ نبی کریم ﷺ کے قرب میں حضرت حارثہؓ بن نعمانؓ کے کئی مکانات تھے جب انہیں سرورِ عالم ﷺ اور سیّدہ کائناتؓ کی اس خواہش کا علم ہوا تو انہوں نے اپنا وہ گھر جو نبی اکرم ﷺ کے کاشانۂ اقدس کے بالکل متصل تھا، خالی کر دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت حارثہؓ کے لیے اس ایثار و جذبہ محبت پر برکت کی دعا فرمائی۔ ایک وقت آیا جب ہر طرف سے حضور ﷺ کے آستانے پر کھلنے والے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر دی گئیں لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر رابطہ اسی طرح بحال رہا۔

یہ گھر کیا تھا...... مٹی گارے کا بنا ہوا سادہ حُجرہ تھا۔ جس میں زندگی کے سارے لوازمات سادگی سے پورے کر دیئے گئے تھے۔ یہی صورتحال ازواجِ مطہرات اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے گھروں کی تھی لیکن دنیا نے دیکھا کہ ان کچے گھروں میں کائنات کے برگزیدہ ترین لوگ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین انسان اس شان سے زندگی گزار گئے کہ پوری تاریخ انسانی ان کی عظمت و کرامت کا بدل پیش نہیں کر سکتی۔ یہی کچے گھر وحی الٰہی کا مہبط رہے۔ یہی انوار و تجلیاتِ ربانی کا مرکز ٹھہرے اور یہی فیوض و برکات کا مصدر و منبع قرار پائے۔ یہ جھونپڑی نما گھر ظاہری ہیئت میں کچے اور ناپائیدار تھے۔ مگر فی الحقیقت یہ تاریخ انسانی کے وہ ناقابل تسخیر قلعے تھے جن کے

سامنے قیصر و کسریٰ کے فلک بوس محلات سجدہ ریز ہو گئے۔

فقر و غنا انسانی زندگی کی دو مختلف حالتیں ہیں جن میں آئے روز تبدیلی متوقع ہوتی ہے لیکن کردار کی پختگی اور جذبوں کی صداقت زندگی کا وہ غیر فانی سرمایہ ہے جس کا مقابلہ دنیوی جاہ و حشمت نہیں کر سکتے۔ حکیم الامت شاعر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کے حوالے سے بہت خوبصورت انداز میں واضح کیا ہے۔

تری حیات میں ہے اگر شر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدریؓ

گھر عمرانی اور معاشرتی زندگی میں امن و سکون اور اعتدال و توازن قائم رکھنے کے لیے بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسرے معنوں میں گھر اسلامی معاشرے کا وہ اہم مورچہ ہے جہاں بیٹھ کر عورت اپنا اصل جہاد کرتی ہے اور مرد کے شانہ بشانہ جہادِ زندگانی میں بھر پور حصہ لیتی ہے۔ اسلامی اقدار کی حفاظت کا مرحلہ ہو یا اولاد کی پرورش و تربیت کا مسئلہ، سب جگہ خاتونِ خانہ کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور یہ کردار گھر کی پر امن چار دیواری میں ہی ادا ہو سکتا ہے۔ سیّدہ کائناتؓ سے بڑھ کر ان گھریلو ذمہ داریوں سے کون واقف تھا، عین جوانی کی عمر میں وفات کے باعث اگرچہ آپ کی ازدواجی زندگی پر مشتمل حصہ بہت مختصر ہے لیکن آپ کی اس کم و بیش دس سالہ ازدواجی زندگی میں اسلامی خواتین کے لیے بھر پور نمونۂ عمل موجود ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے آپس میں باہمی رضامندی سے گھریلو ذمہ داریوں کی تقسیم کچھ اس طرح کر رکھی تھی کہ باہر کے سارے امور اور ضروریاتِ زندگی کی فراہمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمے تھی اور اندر کے سارے کام چکی پیسنا، جھاڑو دینا، بچوں کی دیکھ بھال اور دیگر گھریلو امور کی انجام دہی سیّدہ کائناتؓ کے سپرد تھی۔ ان امور میں آپؓ کی خوشدامن حضرت فاطمہ بنت اسدؓ بھی معاون تھیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مدارج النبوۃ میں یہ روایت درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ تقسیم خود تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمائی تھی اس طرح ان کی زندگی میں تنگدستی اور فقر اختیاری کے باوجود خوشگوار تعاون اور حسن و سلوک پیدا ہو گیا تھا۔

سیّدہ کائناتؓ اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ تھیں کہ بیوی کا مزاج شوہر کے مزاج اور فکر و عمل پر براہِ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مردِ میدان تھے۔ حضور ﷺ کی مدنی زندگی میں جتنے معرکہ ہائے حق و باطل بپا ہوئے ان میں ذوالفقارِ حیدری رضی اللہ عنہ کی کاری ضربیں تاریخِ شجاعت کا تابناک باب ہیں۔ آپ فاتح خیبر، غازیٔ بدر و حنین و خندق کے صف

شکن مجاہد تھے۔ ایسے ہمہ جہت مرد مجاہد اور عظیم سپہ سالار کی خدمت کے لیے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جیسی خیر خواہ محبّ مخلص اور بہادر زوجہ، قدرت کا اپنا انتخاب تھا۔ سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے شوہرِ نامدارؓ کی جہادی زندگی میں بھرپور معاونت فرمائی۔ انہیں گھریلو کاموں سے فراغت اور بے فکری مہیا کی۔ سارا دن تیغ وتفنگ سے تھکے ماندے حضرت علی رضی اللہ عنہ جب گھر واپس آتے تو سیّدہؓ سو جان سے ان کی خدمت بجالاتیں۔ ان سے جنگ کے واقعات سن کر ایمان تازہ کرتیں اور ان کی شجاعت کی داد بھی دیتیں۔ زخموں کی مرہم پٹی کرتیں۔ خون آلود تلوار اور لباس کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتیں۔ یوں یہ پیکر جرأت وشجاعت تازہ دم ہو کر اگلے معرکے کے لیے کمر بستہ ہو جاتے۔ یہی جذبہ مسلمان بیوی کا طرۂ امتیاز ہے۔ وہ شوہر کی صلاحیت، وقت اور اس کی جان ومال کو اپنی ملکیت نہیں بلکہ اللہ کی امانت سمجھتی ہے اور اس کی صلاحیتوں کو دین کی سربلندی میں صرف کر دینے پر اُبھارتی ہے۔ بلاشبہ ایسی خواتین قیامت کے دن مجاہدین کی صف میں کھڑی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی مستحق ٹھہریں گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی سورۃ الفتح میں حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ وہ

1- اہلِ کفر کے لیے شدت پسند
2- اہلِ ایمان کے لیے پیکر رحمت وشفقت
3- ان کی پیشانیوں میں سجدوں کی کثرت کی واضح علامت ہے
4- ان کے شب وروز حالتِ رکوع وسجود میں رضائے الٰہی کی طلب میں گزرتے ہیں۔

صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام ومنصب اس بات کا متقاضی تھا کہ وہ ان صفات عالیہ میں عام صحابہ کرامؓ سے بڑھ چڑھ کر اپنی قربت اور خصوصیت کا ثبوت فراہم کرتے۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عملاً ایسا کر کے دکھایا۔ آپ بچپن سے فیضانِ نبوت و رسالت کے براہِ راست امین تھے۔ عارفِ کامل اور زاہدِ شب زندہ دار تھے۔ ان کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی تھی۔ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شخصیت مطہرہ پر بھی یہی صفات غالب تھیں۔ دونوں نے مہبطِ وحی میں پرورش پائی تھی اور حضور ﷺ کے معمولات دونوں کے پیشِ نظر تھے۔ اس لیے دونوں ہستیوں کا اوڑھنا بچھونا اسلام کی خدمت اور عبادت وریاضت تھا۔ اس کا اعتراف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ازدواجی زندگی کے ابتدائی دنوں میں کر لیا۔ جب سرورِ کائنات ﷺ نے ان سے پوچھا "سناؤ علی رضی اللہ عنہ! شریکہ حیات کیسی ملی ہے؟ عرض کیا۔ میری

شریکہ حیات فاطمہ سلام اللہ علیہا میری عبادت گزاری میں بہترین معاون ہیں۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی طبیعت مبارکہ کے غالب رجحان کی غمازی کرتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ جن کے سجدوں کی طوالت کا یہ عالم ہو کہ سردیوں کی راتوں میں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتیں۔ صبح کی اذان ہوتی تو فرماتیں ''الٰہی تیری راتیں کتنی چھوٹی ہیں کہ فاطمہ کا ایک سجدہ بھی مکمل نہیں ہوتا۔'' بیوی ایسی ہو تو شوہر شہر ولایت کا تاجدار کیوں نہ ہوگا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کل کائنات یہ گھر اور آپ کا سب سرمایہ علم تھا۔ جس کے متعلق حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا:

انا مدینة العلم و علی بابها۔

''میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس نعمت عظمیٰ پر ہمیشہ فخر کرتے تھے۔ آپؓ کا یہ شعر زبان زد عام ہو کر طالبان علم کو بہت بڑا اشرف بخش گیا ہے۔

رضینا قسمة جبار فینا

لنا علم و للجهال مال

یعنی ہم خالقِ ارض وسما کی اس تقسیم پر خوش ہیں کہ اس نے ہمارے مقدر میں علم کی سعادت اور جہلاء کے لیے مال و دولت رکھ دیا۔ مراد یہ کہ دنیوی مال و دولت علم کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ دولتِ علم سے مالا مال تھے لیکن سیم و زر سے ظاہری طور پر آپؓ کا دامن ہمیشہ خالی رہا۔ اس لیے سیدۃ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ساری زندگی فقر و فاقہ اور تنگدستی میں گزری اور یہ فقر اختیاری تھا۔ کونین کے مالک کی لاڈلی دو دو اور تین تین دن کچھ کھائے پیئے بغیر گزار دیتیں لیکن حرف شکایت زبان پر نہ لاتیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ دینی فرائض سے فرصت پا کر محنت و مزدوری کرتے جو ملتا وہ لا کر سیّدہ کائنات کے ہاتھ میں دے دیتے۔ آپؓ اسے صبر و شکر کے ساتھ قبول فرما لیتیں۔ تنگدستی پر صبر و ضبط کر لینا شاید آسان ہو لیکن اس حالت پر راضی اور خوش ہو کر اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا اور چہرے پر کبھی ناگواری کے آثار تک نہ لانا بہت بڑے حوصلے اور پختہ کردار کی علامت ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ الفقر و فخری کہنے والے عظیم پیغمبر ﷺ کی تربیت یافتہ عظیم بیٹی ہیں۔ کئی بار ایسا ہوا کہ سیّدہ کونینؓ کو دو تین دنوں کے فاقہ کے بعد کچھ ملا اپنے شہزادوں اور شوہر کو کھلانے کے بعد اس کا کچھ حصہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو حضور ﷺ

نے فرمایا:

''میری بیٹی! تمہارا باپ یہ لقمہ چار دن کے بعد کھا رہا ہے۔ اور ہاں! یہ وہی گھرانہ ہے جہاں سے مخلوق کو دونوں جہانوں کے خزانے تقسیم کئے جاتے تھے اور اب تک تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' فاطمہ جس طرح اللہ کی عبادت کو فریضہ سمجھتی تھیں اسی طرح میری اطاعت بھی کرتی تھیں۔''

عبادت و ریاضت کے انتہائی سخت معمولات میں انہوں نے میری خدمت میں ذرہ بھر فرق نہ آنے دیا۔ وہ ہمیشہ گھر کی صفائی کرتیں۔ چکی پر گرد و غبار نہ پڑنے دیتیں۔ صبح کی نماز سے پہلے بچھونا تہہ کر کے رکھ دیتیں۔ گھر کے برتن صاف ستھرے ہوتے، چادر میں پیوند ضرور تھے مگر وہ کبھی میلی نہیں ہوتی تھیں، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ گھر میں سامانِ خورد و نوش موجود ہو اور انہوں نے کھانا تیار کرنے میں دیر کی ہو۔ خود کبھی پہلے نہ کھاتیں، زیور اور ریشمی کپڑوں کی کبھی فرمائش نہ کی۔ طبیعت میں بے نیازی رہی۔ جو ملتا اس پر صبر شکر کرتیں۔ کبھی میری نافرمانی نہیں کی۔ اس لیے میں جب بھی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو دیکھتا میرے تمام غم ختم ہو جاتے۔

سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی یہی پاکیزہ ادائیں تھیں جن کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورﷺ کے حکم سے ان کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔ سیّدہ کائناتؓ کیسی تھیں؟ بعد وصال پوچھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نم دیدہ ہو کر کہنے لگے:

''فاطمہ سلام اللہ علیہا دنیا کی بہترین عورت تھیں۔ وہ جنت کا ایسا پھول تھا جس کے مرجھا جانے کے بعد بھی مشامِ جاں معطر ہے۔ جب تک زندہ رہیں مجھے ان سے کوئی شکایت نہ ہوئی۔''

شاعر اسلام علامہ محمد اقبالؒ نے فرطِ عقیدت سے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حضور جو خوبصورت منظوم ہدیہ پیش کیا ہے۔ اس میں یہ اشعار موضوع متذکرہ کے متعلق بطورِ خاص قابل توجہ ہیں۔

آں ادب پروردۂ صبر و رضا — آسیا گردان و لب قرآن سر
نوری وہم آتشی فرمائیدش — گم رضایش در رِضائے شوہرش
گریہ ہائے او زبالیں بے نیاز — گوہر افشاندی بدامان نماز
اشک او برچید جبریل از زمیں — ہمچو شبنم ریخت بر عرش بریں

یہ تھے مختصراً سیّدہ پاک کے نقوشِ سیرت بطور بیوی۔ آج اگر مسلمان عورت یہ نقوش حرزِ جاں بنا لے تو تاریخ کے اس نازک ترین دور میں بھی اسلام کی برکت سے ہمارا ماحول رشکِ جنت

بن سکتا ہے۔ تباہی کے کنارے کھڑی انسانیت کو آج بھی رحمت اللعالمین ﷺ کی بیٹی کی سیرت فوز و فلاح کا پیغام دے رہی ہے۔

اب یہ عورت پر منحصر ہے کہ وہ شرفِ انسانیت کا عنوان بنتی ہے یا تخریب اخلاق و کردار کے ذریعے تباہی کا ہتھیار۔
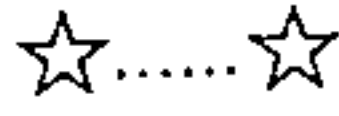
☆......☆
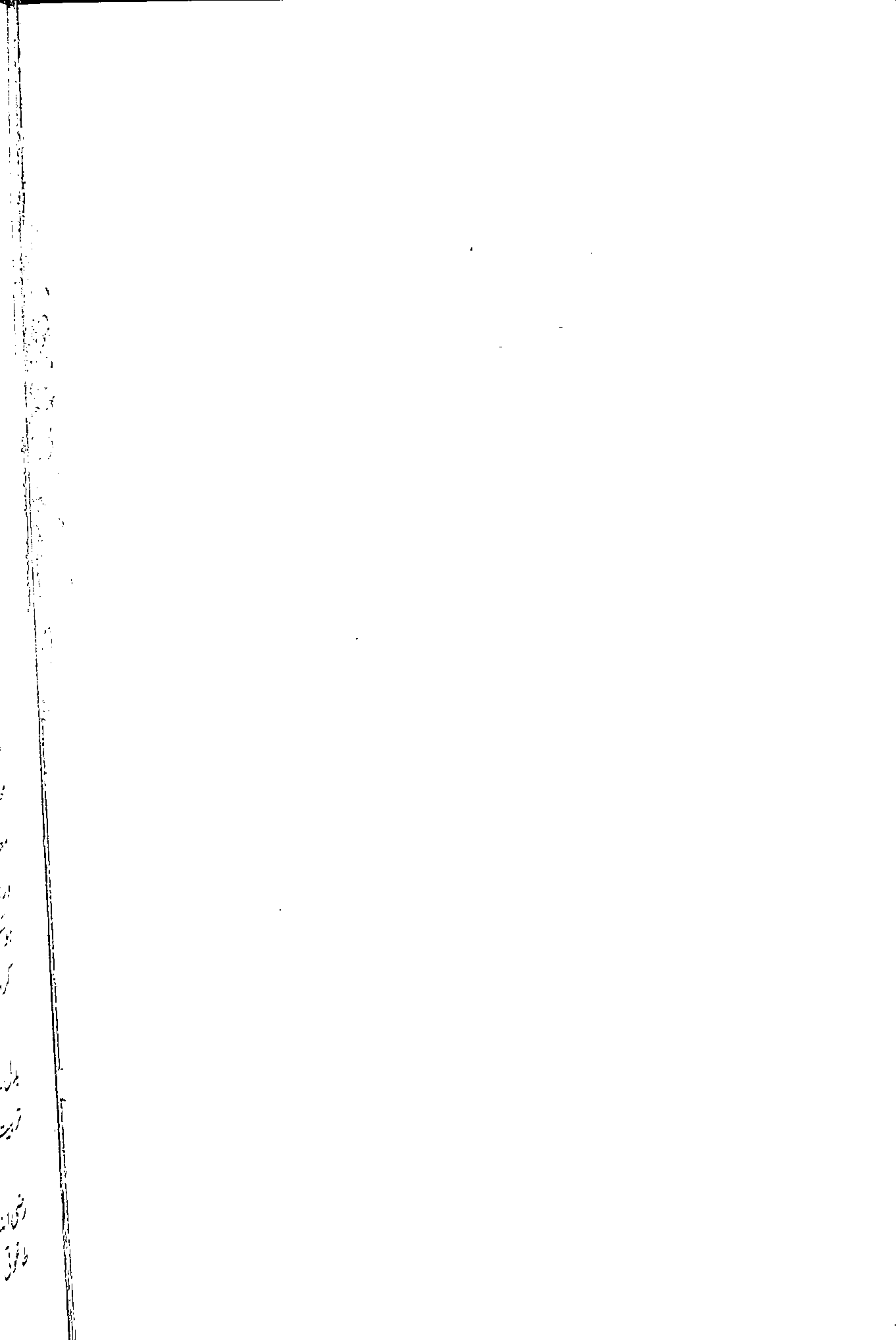
سیّدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا
بحیثیت ماں

سیّدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا

بحیثیت ماں

ماں کی مامتا میں کیف ہی کیف ہے۔ سرور ہی سرور ہے۔ نور ہی نور ہے۔ سکون ہی سکون ہے۔ راحتیں ہی راحتیں ہیں۔ تسکین ہی تسکین ہے۔ تقدس ہی تقدس ہے۔ ماں کی مامتا میں محبت ہے، خلوص ہے، ایثار ہے، قرار ہے، پیار ہے، بہار ہے، عظمت ہے، راحت ہے، صداقت ہے، لطافت ہے، کرم ہے، اخلاص ہے، احساس ہے، کشش ہے، زندگی ہے۔ ماں کی مامتا مرکزِ تجلیات اور سرچشمہ حیات ہے۔ ماں کی مامتا کا نام وہ جذبۂ خلوص و ایثار ہے جسے زوال ہے نہ فنا۔ ماں کی محبت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اولاد سے اپنے ایثار کا بدلہ، اپنی قربانیوں کا صلہ اور اپنی وفاؤں کا معاوضہ لینے سے ماں کا تصور بالکل پاک ہوتا ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ورنہ پرندوں کو اپنی اولاد سے کس چیز کی اُمید ہو سکتی ہے۔ حیوانات کو اپنی اولاد سے کس نفع کی توقع ہو سکتی ہے۔ اسی لیے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ "اپنے والدین کے لیے رحم طلب کیا کرو۔ اس لیے کہ یہ تمہارے بچپن کے پروردگار ہیں۔"

ماں اولاد کے لیے وہ نعمت عظمیٰ اور انعام خداوندی ہے جس کی دنیا میں کوئی مثال ہے نہ بدل۔ ماں دنیا میں اولاد کے لیے جنتِ فردوس کا شجرِ سایہ دار ہے۔ اسی لیے ماں کی گود اولاد کی پہلی تربیت گاہ ہے۔

ماں اگر سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا جیسے کردار کی مالکہ ہوگی تو پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ جیسے مجاہد اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا جیسی بہادر اولاد پیدا ہوگی۔ جو وقت کی پکار پر طاغوتی سازشوں اور یزیدوں کے مقابلے میں اپنے خون کا ہدیہ دے کر دین کے شجر کو سرسبز و

شاداب رکھے گی۔ یہی آغوشِ مادر تھی جس کے پروردہ جگر گوشے امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یونیورسٹی سے بڑھ کر آغوشِ مادر کا کردار یہ ہے کہ یہاں سے فارغ ہونے والا علم کے ساتھ ساتھ عملی تربیت سے بھی مزیّن ہوتا ہے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا جیسی ماں نے اولاد کی تربیت کا جو سبق دیا ہے کون دے گا؟ جہاں فقر اور زہد و عبادت کی انتہا ہو جاتی ہے۔ وہاں اس مامتا کی تربیت کے پروردہ سادات کی ابتداء ہوتی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہماری والدہ ماجدہ پوری رات عبادت میں گزار دیتیں اور دعا مانگتے ہوئے اپنا نام بھی نہ لیتیں۔'' یہ ہے خود غرضی سے پاک خالص رضائے الٰہی کی خاطر عبادت کی عملی تربیت۔

مائیں پہلے اپنی اصلاح کی طرف قدم اٹھائیں تاکہ بچوں کی تربیت بھی اسی انداز سے ہو سکے۔ خود کو رونقِ بازار اور زینت محفل بننے سے بچائیں تاکہ ان کی اولاد کے سینوں میں غیرت و حیا کے خزانے محفوظ ہو جائیں۔ اولاد کی بہتر پرورش کے لیے بچے کی تربیت اور روح کو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک و صاف رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس امانت کو صحیح حالت میں قوم کے سپرد کرنے کے لیے وہ قدرت کے اُصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے شب و روز بسر کرے۔ اس لیے کہ وہی موتی سب سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں جو اصداف کے پردوں میں رہے ہوں۔ گوہر کی قیمت صدف میں رہے بغیر نہیں رہ سکتی۔ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے پوچھا گیا کہ عورت کا پردہ کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ ''نہ کوئی غیر محرم مرد اسے دیکھے اور نہ وہ کسی غیر محرم کو دیکھے۔'' لہٰذا عورت وہی کہلائے گی جو حیا کے پردے میں مستور ہو گی۔ سب سے اہم ذمہ داری ماں کی یہ ہے کہ وہ معاشرے کو باکردار اور صالح افراد مہیا کرے۔ گھریلو ماحول میں صداقت، شرافت، دیانت، ایفائے عہد، حسنِ خلق جیسے عملی ماحول میں اولاد کی پرورش کرے اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق اولاد کی سیرت کی تعمیر کرے۔

بچوں کی تربیت اور پرورش اپنے ہاتھوں سے کرے۔ ایک قابل افسوس المیہ یہ بھی ہے کہ جدید سوسائٹی میں مائیں بچوں کو اپنے دودھ سے محروم رکھتی ہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ وہ بچہ اس ماں سے کیا حاصل کرے گا جو کہ پیدا ہوتے ہی آیا کے سپرد کر دیا جائے اور اس کی پرورش کے لیے بازاری ڈبوں کا دودھ استعمال کیا جائے۔ ماں کی گود اور اس کا دودھ، یہ دو ہی تو چیزیں ہیں جو بچے کی سیرت و کردار کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا ان سے اولاد کو محروم کر کے کسی بھلائی کی

اُمید رکھنا ناممکن ہے۔

اس کا نتیجہ سب پر عیاں ہے۔آج اولاد اگر والدین کی نافرمان، باعثِ عار اور معاشرے میں مفاسد کی وجہ بن رہی ہے تو قصور ان کا نہیں۔اس ماحول کا ہے اور اس تاثیر کا ہے جو خوراک کے ذریعے ان کے تن بدن میں اُتر چکی ہے۔اگر آج کل کی نوجوان نسل اخلاق سوز حرکتیں کرتی ہے تو یہ اس دودھ کا اثر ہے جو اس نے ماں کے دودھ کی بجائے ڈبوں کے حیوانی دودھ سے لیا ہے۔

سب عظمتیں، رفعتیں اور رعنائیاں جو کسی بشر میں ہو سکتی ہیں۔سیّدہ کائناتؑ کے در کی خیرات ہیں۔رسول اللہ ﷺ کی عظیم بیٹیؑ اگر بچوں کی تربیت کی خاطر خود تکلیف اُٹھا سکتی ہیں، انہیں اپنا دودھ پلا سکتی ہیں تو آج کے دور کی مسلمان عورت اس ذمہ داری سے کیوں راہِ فرار تلاش کرتی ہے۔بچوں کی پرورش و نگہداشت ان کی صفائی ستھرائی، لباس اور خوراک کا خیال رکھنا اور گھریلو امور کی پاسبانی ہی عورت کا افضل جہاد ہے اور سب سے بڑی قربانی بھی۔

عورت کے اس کردار کی آج سخت ضرورت ہے تا کہ اس کی گود سے مجاہدین اور علماء پروان چڑھیں اور ایک بار پھر عظمت رفتہ کی یاد تازہ ہو سکے۔

☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللھم
صل علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید
اللھم
بارک علی محمد وعلی آل محمد
کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید

شانِ زہرا پاک سلام اللہ علیہا
فی القرآن
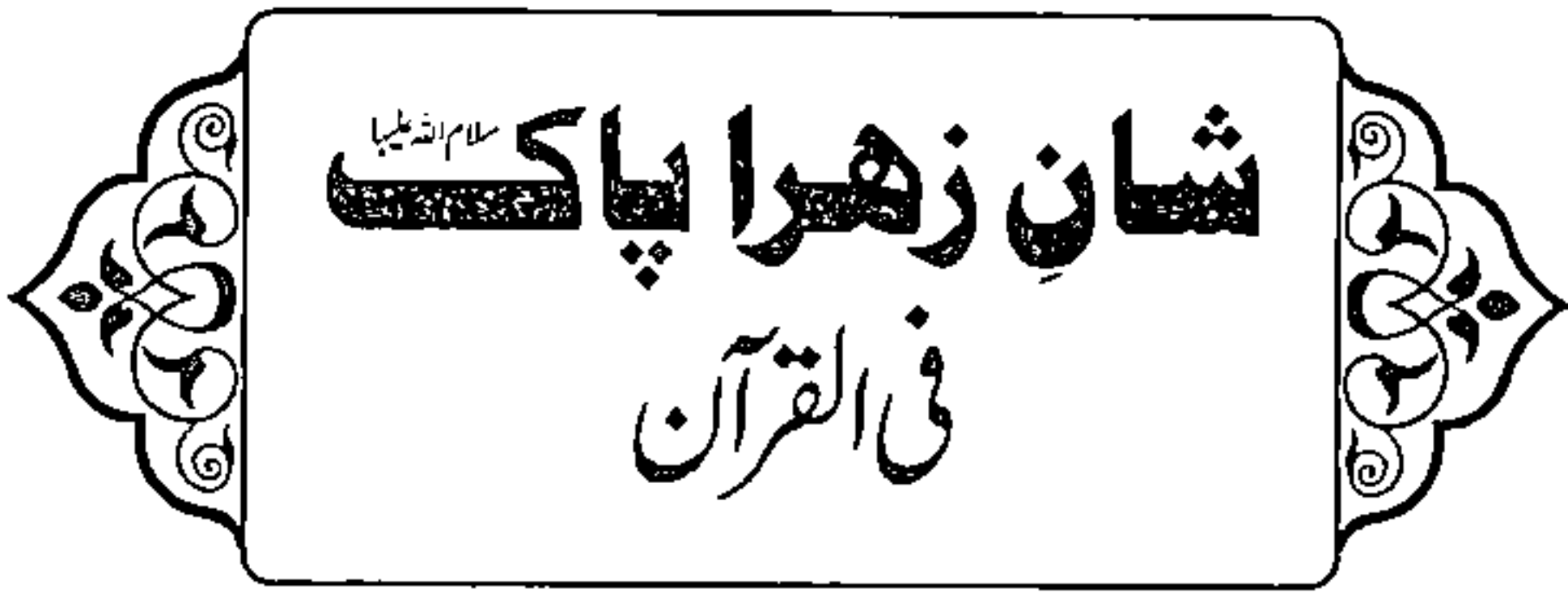
شانِ زہرا پاک سلام اللہ علیہا
فی القرآن الکریم

حصولِ برکت کے لیے چند ایک آیات پیش خدمت ہیں:

1- قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ○ (الشوریٰ۔۲۳)

ترجمہ: محبوب ﷺ آپ فرما دیجئے کہ ہم تجھ سے اس پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے مگر ہماری اہل بیت سے محبت کرو اور جو کوئی نیکی کرے گا۔ تو ہم اس کی نیکی میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور قدر دان ہے۔''

تفاسیر و احادیث کی کتب میں آتا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے وہ کون قریبی ہیں جن سے مودّت و محبت کو ہمارے لیے واجب قرار دیا گیا ہے؟ تو امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''فاطمہ سلام اللہ علیہا و علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ اور ان چاروں کا ذکر کر کے فرمایا ھٰٓؤُلَآءِ اَهْلِ بَيْتِىْ۔ ''یعنی یہ میرے اہل بیت ہیں۔''

......☆......

2- فتلقّٰی آدم من ربہ کلماتٍ فتاب علیہ انہٗ ھو التّواب الرحیم۔

پھر سیکھ لیے آدمؑ نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔ بیشک وہی توبہ قبول فرمانے والا ہے۔''

مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے جگر گوشہ رسول ﷺ سیدنا امام جعفر صادقؓ

ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور جنابِ حوا علیہا السلام جنت میں تشریف فرما تھے کہ اُن کے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور ان دونوں کو سیم وزر کے بنے ہوئے ایک محل میں لے گئے۔ وہاں ایک یاقوت کا تخت بچھا ہوا تھا اور اس پر ایک نور کا قبہ رکھا ہوا تھا۔ اس قبہ میں ایک نورانی صورت تھی جس کے سر پر تاج اور کانوں میں مروارید کے گوشوارے اور گردن میں نور کا گلو بند تھا۔

دونوں نے اس نورِ عظیم کو دیکھا تو اس قدر متعجب ہوئے کہ ایک دوسرے کو بھول گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کس کی صورت ہے۔ ارشاد ہوا کہ یہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں اور تاج ان کے والدِ گرامی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور گلو بند ان کے شوہر جناب علی المرتضیٰؓ ہیں اور گوشوارے ان کے صاحبزادے حسن وحسین علیہما السلام ہیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے قبہ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو اس میں پانچ نام نور سے لکھے ہوئے تھے اور لکھا تھا کہ:

میں محمود ہوں یہ محمد ﷺ ہیں

میں اعلیٰ ہوں یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں

میں فاطر ہوں یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں

میں محسن ہوں یہ حسن رضی اللہ عنہ ہیں

مجھ سے احسان ہے اور یہ حسین رضی اللہ عنہ ہیں

پھر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے آدم علیہ السلام! آپ ان ناموں کو یاد فرما لیجئے کیونکہ آپ کو ان کی ضرورت ہوگی۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت الفردوس کی نور بیز فضاؤں کو چھوڑ کر زمین پر آنا پڑا تو تین سو برس تک روتے رہے۔ بالآخر ان مقدس اسماء عالیہ کے وسیلہ سے دعا کی اور کہا کہ

اللّٰھم بحق محمد و علی و فاطمۃ و
حسن و حسین یا اعلیٰ یا فاطر یا محسن

یا اللہ بحق محمد مصطفیٰ ﷺ و علی و فاطمہ وحسن وحسین یا اعلیٰ و فاطر و محسن مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔

حضرت آدم علیہ السلام یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر خدا تعالیٰ کا سلام دیا اور کہا خدا تعالیٰ نے فرمایا ''اے آدمؑ! اگر آپ نے اس وسیلہ سے اپنی تمام اولاد کی بخشش طلب کی ہوتی تو ہم بخش دیتے۔'' (نزہۃ المجالس)

......☆......

3- قرآن مجید سورۂ احزاب میں خالقِ کائنات اللہ وحدہٗ لاشریک نے اپنے محبوب ومطلوب سرورِ کائنات ﷺ کے گھر والوں کومخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر آلودگی کو دور کر کے خوب اچھی طرح پاکیزہ کر دے۔

آیت طہارت ارشادِ ربانی:

انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔

آیت کریمہ کے شانِ نزول سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ امام الانبیاء ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے لیے نازل ہوئی ہے۔

ابنِ عطیہ فرماتے ہیں کہ رِجس اسم ہے جو گناہ عذاب، نجاستوں اور نقائص پر بولا جاتا ہے اور امام نووی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ شک کو بھی رجس کہتے ہیں۔ بعض نے عذاب اور بعض نے اس کے معنے گناہ کے بھی کیے ہیں اور زہری فرماتے ہیں کہ ہر عملی گندگی اور جس چیز کو برا سمجھا جائے اسے رِجس کا نام دیتے ہیں۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اہلِ بیت مصطفےٰ ﷺ ہر قسم کے ارجاس ونجاس، فسق و فجور، گناہ وعذاب سے قطعی طور پر پاک ہیں اور ہر قسم کی ناپاکی سے مبرّا اور نقائص سے پاک ہیں۔ علاوہ ازیں ام المومنین حضرت اُم سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ ''یہ آیت پاک میرے گھر میں نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سب کو کملی میں لے کر خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا فرمائی۔ یا اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں تو ان سے ہر آلودگی کو دُور کر دے اور خوب پاکیزہ فرما دے۔

......☆......

4- ولسوف یعطیك ربك فترضىٰ

''اور بے شک اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔''

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین نے لکھا ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی رضا یہ ہے کہ آپ کی اہل بیت میں سے کوئی ایک فرد بھی جہنم میں نہ جائے گا۔

کتب احادیث میں آتا ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے سوال کیا کہ یا اللہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص بھی جہنم میں نہ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرا یہ سوال قبول فرما لیا۔''

اولادِ فاطمہ سلام اللہ علیہا پر جہنم حرام ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سرورِ

کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''قیامت کے دن تمام لوگوں کے حسب نسب منقطع ہو جائیں گے مگر ہمارا حسب ونسب منقطع نہیں ہوگا۔''

☆......☆

شانِ سیّدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا
بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
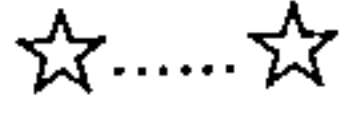
شانِ سیّدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا بزبانِ مصطفٰے ﷺ

آلِ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہی اہل بیت ہے

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ چھ (٦) ماہ تک حضور ﷺ کا یہ معمول رہا کہ جب نمازِ فجر کے لیے نکلتے اور حضرت فاطمہؓ کے دروازہ کے پاس سے گزرتے تو فرماتے۔ اے اہلِ بیت! نماز قائم کرو (اور پھر یہ آیت مبارکہ پڑھتے) اے اہلِ بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دور کر دے اور تم کو خوب پاک وصاف کر دے۔ (ترمذی: احمد بن حنبل، المصنف ابن ابی شیبہ، شیبانی، حاکم، طبرانی)

2- **عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: ان ملکا من السماء لم یکن زارنی، فاستاذن اللّٰہ فی زیارتی، فبشرنی او اخبرنی ان فاطمۃ سیدۃ نساء اُمتی۔**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آسمان کے ایک فرشتے نے میری زیارت نہیں کی تھی۔ پس اُس نے اللہ تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت لی اور اُس نے مجھے خوشخبری سنائی کہ فاطمہ میری اُمت کی سب عورتوں کی سردار ہیں۔ (طبرانی، بخاری)

3- **عن صالح قال: قالت عائشۃ لفاطمۃ بنت رسول اللّٰہ ﷺ: الا ابشرك انی سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: سیدات اھل الجنۃ اربع: مریم بنت عمران، وفاطمۃ بنت رسول اللّٰہ ﷺ، و خدیجۃ بنت خویلد، و آسیۃ امراۃ فرعون۔**

ترجمہ: حضرت صالحؒ روایت کرتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے کہا: کیا میں تمہیں خوشخبری نہ سناؤں؟ (وہ یہ کہ) میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ

فرماتے ہوئے سنا کہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار صرف چار خواتین ہیں۔ مریم بنت عمران، فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، خدیجہ بنت خویلد اور فرعون کی بیوی آسیہ۔ (احمد بن حنبل، فضائل صحابہ)

4- عن جابر بن عبداللہؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ : انما سمیت بنتی فاطمہ لأن اللہ فطمہا و فطم محبیہا عن النار۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اور اُس سے محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے الگ تھلگ کر دیا ہے۔'' (دیلمی: ہندی، کنز العمال)

5- عن ابن عمرؓ عنہما : ان النبی ﷺ کان اذا سافر کان آخر الناس عہدا بہ فاطمۃ، و اذا قدم من سفر کان اوّل الناس بہ عہداً۔ فاطمۃؓ فقال لہا رسول اللہ ! فداك ابی و اُمی

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل و عیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو کر کے سفر پر روانہ ہوتے وہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوتیں۔ اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہی ہوتیں اور یہ کہ حضور ﷺ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرماتے ''فاطمہ! میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔'' (حاکم: ابنِ حبان، ہیثمی)

6- عن المسور بن مخرمۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ انما فاطمۃ بضعۃ منیء، یؤذینی ما آذاھا۔

ترجمہ: ''حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''فاطمہ میری جان کا حصہ ہے۔ اسے تکلیف دینے والی چیز مجھے تکلیف دیتی ہے۔'' (بخاری، مسلم، ابن ابی شیبہ، طبرانی، حاکم)

7- عن عائشہ ام المومنینؓ قالت : کان رسول اللہ ﷺ اذا رآھا قد اقبلت رحب بہا، ثم قام الیہا فقبلہا ثم اخذ بیدھا فجاء بہا حتی یجلسہا فی مکانہ۔ وکانت اِذا رأت النبی ﷺ رحبت بہ، ثم قامت الیہ فقبلتہ ﷺ۔

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جب سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو آتے ہوئے دیکھتے تو خوش آمدید کہتے۔ پھر اُن کی خاطر کھڑے ہو جاتے۔ انہیں بوسہ دیتے، اُن کا ہاتھ پکڑ کر لاتے اور اُنہیں اپنی نشست پر بٹھا لیتے اور جب سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

آپ ﷺ کو اپنی طرف تشریف لاتے ہوئے دیکھتیں تو خوش آمدید کہتیں۔ پھر کھڑی ہو جاتیں اور آپ ﷺ کو بوسہ دیتیں۔ (نسائی، ابن حبان، شیبانی، حاکم، بخاری)

8- عن عائشه ام المومنینؓ قالت: ما رأیت احدا اشبه سمتا ودلا و هدیا برسول اللّٰهﷺ فی قیامها و قعودها من فاطمة بنت رسول اللّٰهﷺ۔

ترجمہ: اُم المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں میں نے حضور ﷺ کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی کو عادات و اطوار، سیرت و کردار اور نشست و برخاست میں آپ ﷺ سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ (ترمذی، ابی داؤد، نسائی، حاکم، بیہقی)

9- عن علی رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰهﷺ لفاطمة ان اللّٰه یغضب لغضبك و یرضیٰ لرضاك۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ فاطمہ ﷺ سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی پر ناراض اور تیری رضا پر راضی ہوتا ہے۔'' (حاکم، ابی یعلیٰ، شیبانی، طبرانی)

10- عن ابی ایوب الانصاری :اذ کان یوم القیامة نادی مناد من بطنان العرش :یا اهل الجمع !یکسوا رؤسکم و غضّو ابصارکم حتی تَمُرَّ فاطمة بنت محمدﷺ علی الصراط، فَتَمُرُّ و معها سبعون الف جاریة من الحور العین کالبرق الامع۔

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ روزِ محشر عرش کی گہرائیوں سے ایک نداد دینے والا آواز دے گا اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی نگاہیں نیچی کر لو تا کہ فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ پل صراط سے گزر جائیں۔ پس آپؑ گزر جائیں گی اور آپؑ کے ساتھ حورین میں سے چمکتی بجلیوں کی طرح ستر ہزار خادمائیں ہوں گی۔ (طبری، ہندی، ابن جوزی)

☆......☆

اَللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا
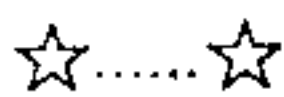
عظمتِ حُبِّ
اہل بیتِ اطہارؓ

عظمتِ حُبِّ اہل بیتِ اطہارؓ

ایک طویل حدیث کی صورت میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا یہ فرمان کتب تفسیر و حدیث میں موجود ہے۔

حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا، آگاہ رہو جو شخص حُب آل محمد ﷺ میں فوت ہوا وہ مغفور مرا، اور جو شخص حُب آل محمد ﷺ میں مرا، وہ تائب کی موت مرا، اور جو شخص حُب آل محمد ﷺ میں مرا، وہ مومن ہونے کی حالت میں مرا، اور جو شخص حُب آل محمد ﷺ میں مرا، وہ شہید اور کامل الایمان مرا، اور جو شخص حُب آل محمد ﷺ میں مرا، اسے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی خوشخبری دیں گے، اور جو شخص حُب آل محمد ﷺ میں مرا، وہ جنت میں اس طرح جائے گا جیسے دلہن اپنے خاوند کے گھر جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اُس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دے گا اور جو شخص حُب آل محمد ﷺ میں مرا وہ میری سنت پر عمل کرنے والی جماعت پر مرا۔

ایک دن کی محبت

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

وعن ابن مسعودؓ حبّ آلِ محمد یوماً خیر من عبادةِ سنةً۔ (اشرف المؤبد ۱۷۵)

احترام اہلِ بیت

سیّدۃ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولاد سے محبت کا مطلب ہے کہ ان کا دل و جان سے احترام کیا جائے کیونکہ

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اولادِ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ایک صاحبزادے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے دربار میں کسی ضرورت کے تحت تشریف لے گئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اٹھ کر استقبال کیا اور فرمایا اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت تھی تو آپ کسی اور کو بھیج دیتے یا رقعہ بھیج دیتے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حیا آتی ہے کہ اہلِ بیت کا کوئی فرد میرے دروازے پر سائل بن کر آئے۔

اذا کانت لك حاجة فارسل الی اواکتب فانی استحیی من اللّٰہ ان اراك علی بابی۔ (اشرف المؤبد ۱۹۵)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ارقبوا محمداً فی اھل بیتہ۔
(بخاری وصواعق محرقہ وغیرہ)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی اہل بیت کے معاملہ میں ڈرتے رہو۔ ارقبوا کی شرح کرتے ہوئے شیخ اکبر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ارقبوا ای راعوہ واحترموہ واکرموہ۔ یعنی ارقبوا کا مطلب ہے ان کا ساتھ دو، ان کا احترام کرو اور ان کا اکرام کرو۔ (اشرف المؤبد ۱۹۱)

بہرحال سچے دل اور خلوص نیت سے کسی کا احترام واکرام اور ادب کئے بغیر دعوائے محبت قطعی طور پر بے دلیل اور بے بنیاد ہے۔

امام ابنِ حجر ہیثمی فرماتے ہیں کہ ارقبوا کا مطلب ہے ان کی حفاظت کرو اور ان کو ایذا نہ دو۔
(الصواعق المحرقہ ۱۳۶)

ہم نے متعدد کتب میں پڑھا ہے کہ ایک دفعہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ درس حدیث دینے کے دوران بار بار اُٹھتے اور بیٹھ بیٹھ جاتے۔ حالانکہ ایک دفعہ انہیں درسِ حدیث دیتے ہوئے سترہ بار بچھو نے ڈنک مارا، مگر آپ درسِ حدیث سے فارغ ہو کر ہی اُٹھے، اور بچھو کی نیش زنی کی اذیت مسلسل برداشت کرتے رہے۔

مگر اس روز بار بار اُٹھنے کی وجہ جب آپ سے پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اہلِ بیت کے ایک شہزادے گلی میں کھیل رہے تھے جب وہ کھیلتے کھیلتے دروازہ کے سامنے سے گزرتے تو میں احتراماً اور تعظیماً کھڑا ہو جاتا تھا۔

اس کو کہتے ہیں محبت اہلِ بیتؑ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، خدا کرے کہ مسلمان اپنے شفیعِ روزِ جزا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کا حق پہچاننے کی کوشش کریں اور ان کی

اولاد کے ساتھ سچے دل سے محبت کریں، آلِ مصطفےٰ ﷺ کی تعظیم کریں اور اولادِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی تکریم کریں۔ اس لیے کہ قیامت کے دن شفاعت کا انحصار محبت اہلِ بیت علیہم السلام پر ہی رکھا گیا ہے۔

خدا کی رضا ہے رضا فاطمہ سلام اللہ علیہا کی!

جمہور اہلسنت و جمیع اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کا یہی مذہب ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طیب و طاہر آلِ پاک سے محبت کرنا فرض بھی ہے اور واجب بھی۔

وثبت بالنقل متواتر عن محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ کان یحب علیا والحسن والحسین و اذا ثبت ذالك وجب علی کل امة ۔ (اشرف المؤبد ۱۵۴)

والزم مودة قرباء کافة بریته محبه جمله اهل بیتة المعظم وذریته۔ (مواہب الدنیہ ۴۳۳)

سیدة النساء العالمین سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے مودت و محبت رکھنے کے متعلق کتبِ احادیث میں جو ذخیرہ موجود ہے اسے تمام اقوال نقل کرنے کے لیے ہزاروں صفحات درکار ہیں۔ تاہم جو کچھ عرض کیا جا چکا ہے، اہلِ وجدان حضرات کے لیے یہ بھی بہر طور کافی ہے۔

آخر پر حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علی وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری بیٹی کی رضا خدا کی رضا ہے اور میری بیٹی کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔
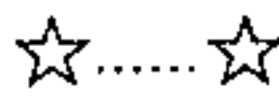
دشمنانِ اہل بیت کی سزا

لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیتؑ (حسن رضا خاںؒ)

سرکارِ دو عالم ﷺ حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین ﷺ اگرچہ اپنی امت پر انتہائی شفقت و رحمت فرماتے تھے اور اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کا آپ نے ذمہ لے رکھا ہے، اس کے باوجود بھی آپ اپنے اہلِ بیت کے دشمنوں کو اپنی شفاعت عامہ سے یکسر محروم فرمانے کا اعلانِ عام فرماتے ہیں جس کا صاف صاف اور واضح ترین مطلب یہ ہے کہ دشمن اہلِ بیت دائرہ اسلام سے قطعی طور پر خارج ہے اور اس کی ہرگز ہرگز بخشش و مغفرت نہیں۔ اس ضمن میں ہم تاجدارِ دو عالم ﷺ کے چند فرامینِ عالیہ پیش کرتے ہیں۔

جنت حرام

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حرمت الجنۃ علی من ظلم اھل بیتی و اذانی فی عترتی۔ (کشاف ۳۹۹/۴)

امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا جو میرے اہل بیت پر ظلم کرتا ہے اور میری عترت کو ایذا دیتا ہے اس پر جنت کو حرام کر دیا گیا ہے۔

رحمتِ خداوندی سے مایوس

الا ومن مات علی بغض آل محمد جاء یوم القیامۃ کتب بین عینیہ آئس من رحمۃ اللہ (کشاف ۳۹۹/۴ روح البیان ۴۰۷/۴۰ کبیر ۳۹۶/۱۷ ابن عربی ۲۱۲/۱۲ اشرف امو بد ۱۵۲)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ہماری آل پاک سے بغض کی حالت میں مرے گا جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کی آنکھوں کے درمیان تحریر کر دیا جائے گا یہ شخص

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کر دیا گیا ہے۔

کفر کی موت

حضرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھ کر مرے گا وہ کافر ہو کر مرے گا۔

جنت کی خوشبو

الا من مات علیٰ بغض آلِ محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ۔ (تفسیر کبیر ۳۹۰/۷ تفسیر روح البیان ۴/۴۰۷) وغیرہ باقی حوالے اوپر درج ہیں۔

نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ وہ اپنے خاص لطف و کرم سے اہلِ بیت مصطفےٰ علیہم السلام کی محبت عطا فرمائے اور ان سے بغض رکھنے والوں کے سایہ سے بھی محفوظ رکھے، اہلِ بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض اور دشمنی کی سزا قطعی طور پر جہنم ہے اور یہ کسی دنیاوی عدالت کا فیصلہ نہیں بلکہ انکی زبانِ فیض ترجمان سے نکلے ہوئے جملے ہیں جن کا ہر ارشاد حکم خداوندی اور ناقابلِ ترمیم ہے اب آپ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبغوضانِ اہلِ بیت کے لیے چند ارشادات مزید ملاحظہ فرمائیں۔

بغض اہل بیتؑ بغض مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

من احبہما فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی۔ (البدایہ والنہایہ ۸/۲۶۵ المستدرک ۳/۱۶۶) ودیگر کتب احادیث متفقہ علیہ۔

ایک دفعہ تاجدار دو عالم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادیٔ مکرمہ جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے شہزادوں کو گود میں لے کر فرمایا، جو اِن سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے محبت رکھتا ہے جو اِن سے بغض رکھتا ہے وہ ہم سے بغض رکھتا ہے

شیطان کے ساتھی

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہلِ بیت کرام سے اختلاف رکھنے والوں کو فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے ساتھی ہیں، چنانچہ کتب احادیث میں آتا ہے کہ میری آلِ پاک میری امت کے لیے

امان ہے اور تمہیں اختلاف سے بچاتی ہے جو قبیلہ بھی ان سے مخالفت کرے گا وہ شیطان کی جماعت ہے۔ (خصائص الکبریٰ ۲۲۶/۲ اشرف المؤبد ۴۵ اصواعق محرمہ ۱۵۳)

یہودیوں کا ساتھی

تاجدارِ انبیاء ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ہمارے اہلِ بیت سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُن کا حشر یہودیوں کے ساتھ فرمائے گا۔

"عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایھا الناس بغض اھل البیت حشر اللہ یوم القیامۃ یھودیا۔ (اشرف المؤبد ۱۹۱)

قہرِ خداوندی

اشتد غضب اللّٰہ علی من اذانی فی عترتی، (اسعاف الراغبین ۱۴۲) (نورالابصار ۱۱۲، صواعق محرقہ ۱۷۱)

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص میری عترت و اہلِ بیت کو ستائے گا اُس پر قہرِ خداوندی ٹوٹ پڑے گا۔

تم کو مژدہ نار کا، اے دشمنانِ اہل بیتؑ

الحسن والحسین ابنائی من احبھا اجنی ومن احبنی احبہ اللّٰہ ومن احبہ ادخلہ الجنۃ ومن ابغضھما ابغضنی ومن الغضنی ابغضہ اللّٰہ ومن ابغضہ ادخلہ النار الاسیاب (۸۳۰/۱۱ البدایہ والنہایہ ۲۰۵/۶ فیض القدیر ۱۹/۴ صواع محرقہ (۱۵۵)

سید الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے ہیں حسنؑ اور حسینؑ، جو اِن سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور جو ہم سے محبت کرتا ہے وہ خدا سے محبت کرتا ہے اور جو خدا سے محبت کرتا ہے وہ بہشت میں ضرور داخل ہوگا، اور جو اِن سے دشمنی رکھتا ہے ہمارا دشمن ہے اور جو ہمارا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے اور جو خدا کا دشمن ہے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

سرتاج الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک سے دشمنی رکھنے والوں کے لیے شدید ترین سزائیں خالقِ کائنات نے مقرر کر رکھی ہیں ان کا اجمالی خاکہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اگر تفصیل کے ساتھ ان سزاؤں کی نشاندہی کی جائے تو ایک مکمل کتاب بن سکتی ہے،

حقیقت یہ ہے کہ جناب سیّدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولادِ مقدس سے بغض اور دشمنی رکھنے والے خواہ وہ خارجی ہوں یا اجنبی بحکم خدا اور رسولؐ دائرہ اسلام سے خارج اور کفار کا بدترین ٹولہ ہیں بلکہ قطعی طور پر جہنمی اور نا قابل مغفرت ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خارجیت اور رافضیت سے محفوظ رکھے۔

لڑائی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

قال لعلی وفاطمہ والحسن والحسین انا حرب عن حاربہم وسلم لمن سالمہم۔ (متفق علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری بیٹی فاطمۃ اور اس کے شوہر اور اس کے بیٹوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے اس کے ساتھ ہماری جنگ ہے اور جو ان سے صلح رکھتا ہے اس سے ہماری صلح ہے۔

کعبے کا نمازی دوزخ میں

کتب احادیث میں آتا ہے کہ اگر شخص بیت الحرام میں رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے مابین نماز پڑھتا اور روزہ بھی رکھتا ہو اس کے دل میں اہلِ بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض ہو تو وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔

لاھل بیت محمد دخل النار۔ (مستدرک حاکم ۲/۱۴۹، ینابیع المودہ ۳۷۰، صواعق محرقہ ۱۷۴)

حاسدینِ اہلِ بیت کا منہ کالا

ماروی عن علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ شکوت ابی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم حسد النسا لی کشاف۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تاجدار انبیاء سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکائت عرض کی۔ یا رسول اللہ! لوگ میرے ساتھ حسد کرتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شکائت کے جواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی تم اس پر خوش نہیں کہ تم چاروں کے چوتھے ہو۔ ماترضیٰ ان یکون رابع اربعہ (کشاف) پھر فرمایا کہ سب سے پہلے ہم اور تم اور حسن اور حسین اور ہماری عورتیں

جنت میں داخل ہوں گی۔اور پھر ہماری ذریت اوران کی بیویاں۔اول من یدخل الجنة انا وانت والحسن والحسین وازواجنا عن ایماننا و شمائلنا و ذریتنا خلف ازواجنا۔ (کشاف جلد چہارم (۳۹۹)

مندرجہ بالا واقعہ میں حیدرِ کرارؓ اور اہلِ بیتؓ کے حاسدین کا اصطلاحاً منہ کالا ہوتا ہے۔اب آپ ایک ایسی روائت ملاحظہ فرمائیں جس میں حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب یہ لوگ قیامت کو اٹھائے جائیں گے تو ان کے منہ کالے ہوں گے۔ وردعلی یوم القیامۃ وجہۃ (صواعق محرقہ ۱۸۶)

وصالِ مبارک

خاتونِ جنت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

وصال مبارک

خدائے وحدہٗ لاشریک کی عزت وجلال کی قسم! قلم میں ہمت نہیں کہ سیّدہ کائنات سلام اللہ علیہا کا وصال مبارک اوران کی اپنے سرتاج مولائے مشکل کشا تاجدارِ اہل اتی حضرت علی المرتضیٰؓ اوراپنے جگر گوشوں حسنین کریمین علیہم السلام سے جدائی کی دردانگیز کیفیات لکھ سکے۔
لیکن باب مکمل کرنے کے لیے حاضری اور سلامی کی نیت سے تفسیر روح البیان اور طبقات ابن سعد کی (2) مستند روایات عرض کی جاتی ہیں۔
تحقیق شدہ بات یہی ہے کہ آپؓ اپنے والدمحترم حضرت محمد ﷺ کے وصال مبارک کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو دنیاوی علائق کو قطع فرماتے ہوئے دربارِ مصطفےٰ ﷺ میں تشریف لے گئیں۔
شہزادیٔ رسول، مالک ردائے تطہیر، ملکۂ مملکتِ طہارت وتقدیس قرۃ العیون رسول، مخدومۂ کائنات، طیبہ، طاہرہ، سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی روحِ مبارک قبض کرنے کے لیے جب اللہ تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام کو حکم فرمایا تو ملک الموت گردن جھکا کر خاموش ہوگیا اوراس پر ہرگز راضی نہ ہوا کہ وہ سیّدہ معصومہ کی روح پاک قبض کرے۔ یہ احترام ہے اس پردہ دار کا جس کے سر کے بالوں کو نہ سورج نے کبھی دیکھا، نہ چاند نے، نہ ستاروں نے دیکھا اور نہ ہی ملائکہ کی کبھی نگاہ پڑی، ملک الموت کی خاموشی پر خدائے لم یزل نے خود اپنے دستِ قدرت سے اپنے محبوب کی لاڈلی بیٹی کی روح پاک کو قبض فرمایا۔
مالکؒ سے روایت ہے، انھوں نے جعفر بن محمدؒ سے، انھوں نے اپنے والد محمد باقرؒ سے روایت کیا جنھوں نے اُن کے دادا علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا انھوں نے بیان کیا کہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا مغرب اور عشاء کے درمیان فوت ہوئیں۔ پس حضرت ابوبکر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے چنانچہ جب ان کے نمازِ جنازہ کے لیے تیاری مکمل ہوگئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آیئے انھوں نے کہا تمہاری موجودگی میں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آگے بڑھیے بخدا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی ان کا جنازہ نہیں پڑھائے گا۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

جناب سیّدہ پاک سلام اللہ علیہا کی وصیت کے مطابق آپ کو رات کے وقت جنت البقیع شریف میں دفن کردیا گیا۔ معتبر روایات کے مطابق آپؓ کو لحد میں اُتارنے اور جنازہ پڑھانے کے فرائض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ادا فرمائے اور یہی آپؓ کی وصیت تھی۔

سوئے دریا آوردہ ام تحفۂ صدف
گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

شعرائے کرام
کا
نذرانۂ عقیدت

فہرست

نورِ چشم رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مریم از یک نسبتِ عیسٰیؑ عزیز
از سہ نسبت حضرتِ زہراؓ عزیز
نور چشمِ رحمتہ اللعالمینؐ
آں امامِ اوّلیں و آخریں
آں کہ جاں در پیکرِ گیتی دمید
روز گارِ تازہ آئیں آفرید
بانوئے آں تاجدارِ ھل اتیٰ
مرتضیٰؓ ، مشکل کشاؓ ، شیرِ خداؓ
پادشاہِ کلبہء ایوانِ اُو
یک حسام و یک زرہ سامانِ او
مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق
مادرِ آں کارواں سالارِ عشق

آں یکے شمع شبستانِ حرم
حافظِ جمعیّتِ خیرالامم
تا نشیند آتشِ پیکارو کیں
پشت پا زو بر سرِ تاج و نگیں
واں دگر مولائے ابرارِ جہاں
قوّت بازوئے احرارِ جہاں
در نوائے زندگی سوز از حسینؓ
اہلِ حق حرّیت آموز از حسینؓ
سیرتِ فرزند ہا از امّہات
جوہرِ صدق و صفا از امّہات
مزرع تسلیم را حاصل بتولؓ
مادراں را اُسوہ ء کامل بتولؓ
بہرِ محتاجے دلش آں گونہ سوخت
با یہودے چادرِ خود را فروخت

نوری و ہم آتشی فرمانبرش
گم رضایش در رضائے شوہرش
آں ادب پروردہء صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآں سرا
گریہ ہائے او زِبالیں بے نیاز
گوہر افشاندے بدامانِ نماز
اشک او بر چید جبریل از زمیں
ہمچو شبنم ریخت بر عرشِ بریں
رشتہء آئینِ حق زنجیر پاست
پاس فرمانِ جنابِ مصطفیٰؐ است
ورنہ گردِ تربتش گردید مے
سجدہ ہا بر خاکِ او پاشید مے

علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ

خدیجہ طاہرہؓ کے بطن کا اِک بے بہا گوہر

وہ زہراؓ ہاں وہی زہراؓ رسول اللہ کی بیٹی
وہی زہراؓ شہنشاہوں کے شہنشاہ کی بیٹی

وہ کملی اوڑھنے والے مجسّم نور کی دختر
وہ عبداللہ کی پوتی آمنہ کے پور کی دختر

وہ خواہر اُمِّ کلثومؓ و رقیہؑ اور زینبؓ کی
وہ سب بہنوں سے چھوٹی اس لیے نورِ نظر سب کی

وہ قاسم کی بہن وہ طیّب و طاہر کی ماں جائی
جو ماں کی گود میں اِتمام نعمت کی طرح آئی

وہی آئینہ عفّت کا سب سے خوشنما جوہر
خدیجہ طاہرہؓ کے بطن کا اِک بے بہا گوہر

وہ صبحِ نور چشمِ رحمت اللعالمیں زہرؑا
نگیں خاتم وہ تسکینِ ختم المرسلیں زہرؑا

ردائے فقر بھی حاصل تھی توفیقِ سخاوت بھی
کہ ہونا تھا اسے سر تاجِ خاتونانِ جنّت بھی

ملا تھا فقر و فاقہ ہی مگر اصلی جہیز اُن کو
کہ بخشی تھی خدا نے اِک جبینِ سجدہ ریز اُن کو

حفیظ جالندھری

تری حیات پہ لاکھوں سلام یا زہراؑ

ہے جب سے وردِ زباں تیرا نام یا زہراؑ
رُکا کبھی نہ مرا کوئی کام یا زہراؑ

ملائکہ تری عظمت کے گیت گاتے ہیں
ہے انبیاء میں ترا احترام یا زہراؑ

ازل سے لکھ دیا خالق نے دستِ قدرت سے
جبینِ وقت پہ تیرا دوام یا زہراؑ

مقامِ مریم و حوّا بھی ہے بجا لیکن
ترا مقام ہے تیرا مقام یا زہراؑ

تری زبان ہے اُمّ الکتاب کی کُنجی
ترا کلام ہے اُمّ الکلام یا زہرؓا

تری جناب سے ولیوں کو بھیک ملتی ہے
ہیں اولیا ترے در کے غلام یا زہرؓا

ہر ایک سانس سے آتی ہے مصطفیٰؐ کی مہک
تری حیات پہ لاکھوں سلام یا زہرؓا

نہ آئے گا کوئی دنیا میں اب نبیؐ ہوکر
چلے گا اب ترے بابا کا نام یا زہرؓا

حسنؓ، حسینؓ کی صورت میں ہو گیا جاری
زمانے بھر میں ترا فیضِ عام یا زہرؓا

ملے مجھے بھی حسینؑ و حسنؑ کے صدقے میں
چلے جو حشر میں کوثر کا جام یا زہراؑ

غروب ہو کے بھی اِک چاندنی سی چھوڑ گیا
حسین وہ ترا ماہِ تمام یا زہراؑ

زباں پہ ذکر ہے تیرا نبیؐ کے ذکر کے ساتھ
درود اُن پہ ہو تجھ پر سلام یا زہراؑ

نصیر بہرِ تخاطب اگر غلط ہے ندا
تو کیوں پکارتے خیرالانامؐ "یا زہراؑ"

پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی
(گولڑہ شریف)

قرآں ہے لفظ ثنا خوانِ فاطمہ سلام اللہ علیہا

کتنی بلندیوں پہ ہے ایوانِ فاطمہؑ
روح الامیں ہے صورتِ دربانِ فاطمہؑ

حاصل کہاں دماغ کو عرفانِ فاطمہؑ
خلدِ بریں ہے نقشۂ امکانِ فاطمہؑ

کیا سوچیے بہارِ گلستانِ فاطمہؑ
حسنینؑ جب ہوں سُنبل و ریحانِ فاطمہؑ

کچھ اس لیے بھی مجھ کو تلاوت کا شوق ہے
قرآں ہے لفظ ثنا خوانِ فاطمہؑ

نبیوں پہ حکم ہے کہ نگہ رو برو رہے
توحید حشر میں ہے نگہبانِ فاطمہؑ

کرتے پھریں زمیں پہ تجارت بہشت کی
اپنے گدا گروں پہ ہے فیضانِ فاطمہؑ

ختم الرسلؐ کی گود ہے عصمت کی جاءِ نماز
چہرہ علیؑ ولی کا ہے قرآنِ فاطمہؑ

کیسے کروں تمیز حسنؑ اور حسینؑ میں
اِک روحِ فاطمہؑ ہے تو اِک جانِ فاطمہؑ

نیزے کی نوک پر ہے مجھے رحل کا گماں
اُس پر سرِ حسینؑ ہے قرآنِ فاطمہؑ

بابِ بہشت پر مجھے روکے گا کیوں کوئی؟
محسن میں ہوں غلام غلامانِ فاطمہؑ

محسن نقوی

بُو ہے علم دے دی راز دار زہرؓا

مملکتِ تقدّس دی شاہزادی جگر گوشہ نبیؐ مختار زہرؓا
کائنات دیاں ساریاں عورتاں دی لا ریب ہے پاک سردار زہرؓا

چشمِ نبیؐ دی ٹھنڈک بتول زہرؓا، راضی وچ رضائے ستّار زہرؓا
بیٹی سخی دی، سخیاں دی ماں سخیہ، سخی شوہر دی خدمت گذار زہرؓا

حوراں جہدے تقدّس دی قسم کھاون اوہ پاک دامن پردہ دار زہرؓا
پاک سیّدہ، طیّبہ، طاہرہ تے نیک اختر بلند کردار زہرؓا

پیکر صدق صفائی پاکیزگی دی، سر تا پا نورِ کردگار زہرؓا
لڑی شروع سادات دی کرن والی، کسے نال نہیں لڑی اِک وار زہرؓا

روزہ دنے مصلّے تے رات ساری صبر شکر تھیں دیوے گذار زہرؓا
شہنشاہِ دو عالم دی پاک بیٹی، فاقے کردی اے لیل و نہار زہرؓا

رکھدی پاک زبان نوں شکویاں توں، نیک بخت تے نیک اطوار زہراؑ
آٹا پیہہ پکا کے ونڈ دیوے ، روزہ پانی تھیں کرے افطار زہراؑ

خالی موڑن نہ جانے سوالیاں نوں ملکہ جنّت دی عالی سرکار زہراؑ
صابرہ ، شاکرہ ، زاکیہ ، زاہدہ تے خوش سلیقہ تے نرم گفتار زہراؑ

ویکھی صورت نہیں جس دی فرشتیاں وی مالک پردیاں دی باوقار زہراؑ
پلن والی آغوشِ رسول اندر ، بوہے علم دے دی راز دار زہراؑ

لباں اُتے قرآن دا ورد ہر دم ، اکھاں رکھدی اے اشکبار زہراؑ
زاری ابا حضور دی یاد رکھے ، اُمّت اُمّت دی کرے پکار زہراؑ

ہے شریعت محمدیؐ کر چھڈیا ، میرے اگّے ہے قائم حصار زہراؑ
ورنہ صائم تے تساں دی قبر اُتے سجدہ ریز ہندا بار بار زہراؑ

حضرت علامہ صائمؔ چشتی

ہو زباں سے بیاں کیسے تیری ثنا بنتِ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عشق کی انتہا سیّدہ فاطمہؑ بنتِ خیر الوریٰؐ
زاہدہ ، عابدہ ، صابرہ ، ساجدہ بنتِ خیر الوریٰؐ

شانِ اہلِ سخا ، جانِ خیر الوریٰؐ ، آنِ مشکل کشا
تجھ پہ قربان مریمؑ ، فدا آسیہؑ ، بنتِ خیر الوریٰؐ

تیرا بابا نبیؐ اور شوہر ولی ، نام جن کا علیؑ
اللہ اللہ ترا مرتبہ ، سلسلہ بنتِ خیر الوریٰؐ

در پہ جو بھی گیا اُس کا دامن بھرا، گھر میں فاقہ رہا
مرحبا ، مرحبا تیرا جودو سخا بنتِ خیر الوریٰؐ

جس کا گھر لُٹ گیا ، وہ ترا لاڈلا ، نہ جھکا نہ بکا
کر دیا حق ادا یوں ترے دودھ کا بنتِ خیر الوریٰؑ

تیری عظمت جدا ، تیری رفعت ورا ، گھر ہے نورِ علیؑ
ہو زباں سے بیاں کیسے تیری ثنا بنتِ خیر الوریٰؑ

سیّدِ کربلا کا تجھے واسطہ سیّدہ فاطمہؑ
بھر دو دامن مرا میں ہوں تیرا گدا بنتِ خیر الوریٰؑ

تیرے در سے سدا ، سب کا دامن بھرا ، اِک نیازی ہی کیا
مانگیں در سے ترے اولیا ، اصفیا بنتِ خیر الوریٰؑ

الحاج عبدالستار نیازیؔ

ناصر عظمت زمانے دی بیبیاں دی
زہرؑا پاک دی چادر توں وار چھڈاں

ٹھاٹھ باٹھ سُہانے تے تخت سارے نبیاں ولیاں دے سرور توں وار چھڈاں
صوفے گدّے امیراں تے تاجراں دے اوہدے کھجی دے بستر توں وار چھڈاں
لے کے تاج سکندری جی کردا اپنے آقاؑ دے نوکر توں وار چھڈاں
ناصر عظمت زمانے دی بیبیاں دی زہرؑا پاک دی چادر توں وار چھڈاں

☆

اوہنوں قرب حضورؐ نہیں ہو سکدا لذّت جہڑا فراق دی چکھدا نہیں
نسبت نال ہے بن دی گل ساری، نسبت باہجھ تے لکھ وی ککھ دا نہیں
جنہوں عیب حبیباں چوں آون نظریں جالا صاف سمجھو اوہدی اکھ دا نہیں
زہرؑا پاک دی گلی دا سگ ناصر خوف دوہاں جہاناں دا رکھ دا نہیں

☆

کیسے کہہ دوں یہ بات چھوٹی ہے
کیسے کہہ دوں وہ ذات چھوٹی ہے
میرے آقا کی پاک بیٹی کا
سجدہ لمبا ہے رات چھوٹی ہے

☆☆
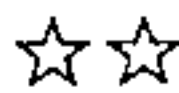
کوثر بتول پاک دا جنت بتولؑ دی

قرآن دس رہیا اے طہارت بتولؑ دی
کوثر بتولؑ پاک دا جنّت بتولؑ دی

اُٹھ کے کھڑے سی ہووندے تعظیم لئی حضورؐ
سرکار جان دے سی عظمت بتولؑ دی

اِک سجدہ پورا ہووے نہ مُک جاوے ساری رات
یادِ خدا چہ جاگنا عادت بتولؑ دی

چوکھٹ تے عزرائیل وی آکے سی رُک گیا
جد تیک نہ ملی سی اجازت بتولؑ دی

خود فاقیاں چہ رہ کے تے منگتے رجاونے
مشہور ہے جہاں تے سخاوت بتولؑ دی

ایسے لئی تے نیزے تے قرآن پڑھ گئے
شبّیر نے سنی سی تلاوت بتولؑ دی

کمبیا سی عرش ، فرش نوں لرزا سی آ گیا
لُٹّی جدوں سی کوفیاں دولت بتولؑ دی

خیراں ای خیراں ہو نیاں محشر دے روز وی
اجمل سہارا ساڈا اے رحمت بتولؑ دی

محمد یٰسین اجمل

نبیؐ کی جان ہیں خیر النساءؑ ہیں سیّدہ زہراؓ

عظیم المرتبت سب سے وریٰ ہیں سیّدہ زہراؓ
رسولِ پاکؐ کے گھر کی ضیا ہیں سیّدہ زہراؓ
لقب ہیں زاہدہ و ساجدہ و عابدہ جن کے
مقامِ بندگی کی انتہا ؑ ہیں سیّدہ زہراؓ
ملی خُلدِ بریں کی جس کے بیٹوں کو ہے سرداری
نبیؐ کی جان ہیں خیرالنساء ؑ ہیں سیّدہ زہراؓ
جنابِ عائشہ صدّیقہؓ نے دنیا کو بتلایا
رسولؐ اللہ کا نقشہ سر تا پا ہیں سیّدہ زہراؓ
بچائیں گی جہنم سے ہمیں زینب کے صدقے سے
تبسّم مہرباں و فاطمہؓ ہیں سیّدہ زہراؓ

تبسّم قادری

رسالت جہدی اُٹھ کے چُمدی جبیں اے

جہدی شان دی حد نہ ادراک وچ اے
جہدا کوئی ثانی نہ لولاک وچ اے
جہدا تذکرہ جاری افلاک وچ اے
تے جنّت جہدے قدماں دی خاک وچ اے
تقدّس دی ملکہ اوہ زہرا بتولؑ اے
جہدے ذکر باجھوں عبادت فضول اے

جہدے در تے فرشی تے عرشی نیں جھکدے
جہدی سلطنت دے خزانے نہ مُکدے
جہدے لائے بوٹے کدی وی نہ سُکدے
جہدے منگتے دنیا دے تختاں نوں ٹھُکدے
تقدّس دی ملکہ اوہ زہرا بتولؑ اے
جہدے ذکر باجھوں عبادت فضول اے

جہدی بات اعلیٰ ، جہدی ذات اُچّی
جہدی ہستی نورانی گہنے پُرچّی
جہدی ساری دی ساری سیرت اے سُچّی
جہدے پاک قدماں نیں دھرتی اے کُچّی
تقدّس دی ملکہ اوہ زہرا بتولؑ اے
جہدے ذکر باجھوں عبادت فضول اے

جنہوں تاج دِتّا اے رب نے حیا دا
جنہے بھار چکیا اے کرب و بلا دا
جہدا روپ ،روپ عین حق دی رضا دا
جہدا بولنا بولنا مصطفیٰؐ دا
تقدّس دی ملکہ اوہ زہرا بتولؑ اے
جہدے ذکر باجھوں عبادت فضول اے

جنہوں عرش جھک جھک سلاماں اے کردا
جہدے در توں ہر کوئی جھولی اے بھردا
جہدا نام لیوا کسے تھاں نہیں ہردا
جہدا مر کے وی کوئی نوکر نہیں مردا
تقدّس دی ملکہ اوہ زہرا بتولؑ اے
جہدے ذکر باہجوں عبادت فضول اے

ایہہ حور و ملک جس دی کردے غلامی
تے بنتِ سلیمانؑ دیوے سلامی
ونڈیوے جہدا نور فجراں نوں شامی
جھکے سر جہدا سن کے اسمِ گرامی
تقدّس دی ملکہ اوہ زہرا بتولؑ اے
جہدے ذکر باہجوں عبادت فضول اے

نبوّت دے سر دا جہڑی ہستی تاج اے
جہدے پاک بابا دا دو جگ تے راج اے
جہدا نام ہر دُکھ تے غم دا علاج اے
جہدے ہتھ نبیؐ دے غلاماں دی لاج اے
تقدّس دی ملکہ اوہ زہرا بتولؓ اے
جہدے ذکر باہجوں عبادت فضول اے

ادب جس دا تکمیل ایمان کردا
جہدا فیض مانگت نوں سلطان کردا
جہدا جھاڑو داڑھی تھیں سلمان کردا
آثرؔ جس دی توصیف رحمان کردا
اوہ ، اوہ سیّدہ فاطمہؓ بالیقین اے
رسالت جہدی اُٹھ کے چمدی جبین اے

ذکاءاللہ آثرؔ

اسمِ گرامی فاطمہؓ برکات کا حصول

سب نیک خواتین کی سردار ہیں بتولؓ
ٹکڑا جگر کا آپ کو فرماتے ہیں رسولؐ
کیا مرتبہ ہے آپ کا ، جانے خدا کی ذات
اُٹھتے ہیں احترام کو سب سے بڑے رسولؐ
شوہر خدا نے آپ کو بخشا ہے بو ترابؓ
حسنؓ و حسینؓ آپ کے کیا خوبرو ہیں پھول
بنتے ہیں میرے کام سبھی آپ کے طفیل
اسمِ گرامی فاطمہؓ برکات کا حصول
ساری حیات پاک تھی مصروفِ بندگی
خوشنودیء خدا بنے سب آپ کے اصول
اوصاف سیّدہ کے نہ آئیں شمار میں
تا حشر زندگی کو اگر مل بھی جائے طول
ناصر بنا فقیر جو زہراؓ کی آل کا
اُس کے لیے جہان کا یہ مال و جاہ فضول

پیر سید علی ناصر

تطہیر کے انوار کی پہچان خدیجہؓ

ہیں شوکتِ اسلام کا عنوان خدیجہؓ
آدابِ رسالت کی نگہبان خدیجہؓ

سرتاج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو داماد علیؑ ہیں
ہے آپ کی سوچوں سے ورا شان خدیجہؓ

فانوسِ طہارت ہے یہی ذات گرامی
تطہیر کے انوار کی پہچان خدیجہؓ

لا ریب وہ کونین کے سادات کی جدّ ہیں
ازواجِ مطہرات میں ذیشان خدیجہؓ

سردارِ جناں ٹھہری ہے شہزادی ہی جن کی
وہ کشورِ تقدیس کی سلطان خدیجہؓ

سلطانہء تقدیمِ وفا بنتِ خویلدؓ
توصیف کرے آپ کی رحمان خدیجہؓ

توحید کی تبلیغ میں ہمرازِ نبوّت
سرکارؐ کی خدمت میں تھیں ہر آن خدیجہؓ

قندیلِ شبستانِ رسالتؐ ہیں سراپا
کس اوج پہ ہے آپ کا ایوان خدیجہؓ

قاسم پہ کرم سیّدہ زہراؓ کے ہو صدقے
سو جان سے یہ آپ پہ قربان ، خدیجہؓ

محمد قاسم کیلانی

کرم کا کوثر جنابِ زہراؓ

نبیؐ کی دختر جنابِ زہراؓ
سخا کی خوگر جنابِ زہراؓ
حیا کا امبر جنابِ زہراؓ
وفا کا زیور جنابِ زہراؓ
جو کھا کے زندہ ہے کل زمانہ
ہے تیرا لنگر جنابِ زہراؓ
جو پوچھا جنّت کی کون ملکہ؟
تو بولے سرور "جنابِ زہراؓ"
غلام زادوں کو بھی نوازیں
امام پرورؑ جنابِ زہراؓ
ملی شہادت یہ ہر طرف سے
جہاں سے بہتر جنابِ زہراؓ

ہیں جنتوں کے امیر دونوں

وہ جن کی مادر جنابِ زہراؓ

جھکائے سر کو تمہاری خاطر

ہجومِ محشر جنابِ زہراؓ

وہ سب کا مولا ہے شیرِ یزداں

جو تیرا شوہر جنابِ زہراؓ

جو جلوہ افگن ہے عظمتوں پر

ہے تیری چادر جنابِ زہراؓ

مٹائے تشنہ لبی جو قاسم

کرم کا کوثر جنابِ زہراؓ

محمد قاسم کیلانی

اِس زمیں پر سب سے بڑھ کر بہتریں ہیں فاطمہؑ

نور چشمِ رحمتہ اللعالمینؐ ہیں فاطمہؑ
تاجور ہیں ، مالکِ خلدِ بریں ہیں فاطمہؑ

بیٹی اچھی ، بیوی اچھی ، ماں بھی اچھی آپؑ ہیں
اِس زمیں پر سب سے بڑھ کر بہتریں ہیں فاطمہؑ

طیبہؑ بھی، طاہرہؑ بھی، سیّدہؑ بھی ہیں بتولؑ
جوہرِ صدق و صفا تو بالیقیں ہیں فاطمہؑ

جن کی خاطر خود بچھاتے اپنی چادر آپؐ تھے
اُٹھ کے استقبال کرتے آ گئیں ہیں فاطمہؑ

روزِ محشر اُن کی خاطر سر جھکائے گا ہجوم
اس لیے کہ آ گئیں پردہ نشیں ہیں فاطمہؑ

زاہدہ بھی ، عابدہ بھی ، ساجدہ ، خیرالنساء
جن کا اُسوہ کاملہ ہے ، وہ نگیں ہیں فاطمہؑ

آپؑ کے شوہر علیؑ اور پھول ہیں حسنؑ و حسینؑ
آپؑ کے دربان تو روح الامینؑ ہیں فاطمہؑ

رات کیسے بیت جائے یہ خبر ہوتی نہیں
یوں خدا کے سامنے رکھتی جبیں ہیں فاطمہؑ

محمد اقبال نجمی

پروردۂ آغوشِ نبوت بتولؓ ہیں

پروردۂ آغوشِ نبوت بتولؓ ہیں
حسنینؑ کی رضا کی حقیقت بتولؓ ہیں

بنت رسولِ پاکؐ ہیں بانوئے مرتضیٰؓ
فائز ہیں جو بمنزلِ رفعت بتول ہیں

جنت سے جن کے جوڑے ہے خود بھیجتا خُدا
اسلام کی وہ عزّت و عظمت بتولؓ ہیں

عالم میں بٹ رہی ہے درِ فاطمہؓ کی بھیک
جس کی نہیں مثیل سخاوت بتولؓ ہیں

سجدے، قیام آپؑ کا معمولِ خاص تھا
مریمؑ سے بڑھ کے صاحبِ عترت بتولؑ ہیں

فاقہ قبول کر کے بھی منگتوں کو بھیک دی
وارث سخا کے ملک کی حضرت، بتولؑ ہیں

ممتاز کا فقط یہ تعارف ہے دوستو!
ہے امتی نبیؐ کا عقیدت بتولؑ ہیں

حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی

وہ جن کے گھر سے چلی امامت وہ نورِ وحدت جنابِ زہراؑ

جمالِ عکسِ رُخِ نبوّت، کمالِ عِفّت جناب زہراؑ
صدائے تطہیر کی حقیقت ہیں پاک طینت جناب زہراؑ

وہ جنؑ کی عظمت بیاں سے باہر وہ جنؑ کی ہستی حیا کا سہرا
وہ جنؑ کے گھر سے چلی امامت وہ نُورِ وحدت جناب زہراؑ

کھڑے ہیں دربان بن کے قُدسی ادب سے تمہارے آستاں پر
تمام حُورانِ خُلد چُومیں تمہاری تربت جناب زہراؑ

وہ جنؑ کے آنے سے غار اندر، حضورؐ سجدے سے سَر اُٹھائیں
وہ شیرِ یزداں علیؑ کی بانوؑ، قسیمِ جنّت جناب زہراؑ

خُدا گواہ ہے وسیلہ اُن ؑ کا مصیبتوں کو ہے ٹال دیتا
بس ایک پَل میں کنیززادوں کی بدلیں قسمت جناب زہرا ؑ

یقیں ہے اپنا حضورِ داور یقینی ہو گی پھر اُسکی بخشش
کہ جس گدا کی بروزِ محشر کریں شفاعت جناب زہراؑ

جنابِ فِضہؒ نے پاک بی بیؑ کو اپنے دِل کی سنائی ایسے
کہ بادشاہی سے قیمتی ہے تمہاری خدمت جنابِ زہراؑ

لبِ نبیؐ سے دُعا یہ نکلی، ستارے چمکیں فلک پہ جب تک
رہے سلامت اُسی گھڑی تک تمہاری عِترت جناب زہرا ؑ

حضورِ حق مرتضےٰؑ و حسنین ؑ کی اِطاعت میں سر جھکا کر
کھڑا ہے ممتازؔ بن کے نوکر بصد عقیدت جناب زہراؑ

حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی

مرا پیر قمر، لجپال قمر

حق باہوؒ دا ہے لال قمر
میرا پیر قمر، لجپال قمر
ہر مشکل دیوے ٹال قمر
ہر وقت رہوے میرے نال قمر
جہڑا دِل وچ چانن کر دیوے
میرے دِل وچ دِیوا بال قمر
میرا سائیں قمر میرا ڈھول قمر
تیرے بول قمر، انمول قمر
میرے بخت دا جندرا کھول قمر
ہر وقت رہواں تیرے کول قمر
توُں پنجتن پاک دا دین قمر
تینوں یاد کراں دن رَین قمر

میرا اکو نصب العین قمر
تیرے نین قمر، میرا چین قمر
بخشش دی اک نوید قمر
تیری دید قمر، میری عید قمر
تیرا نام قمر، گلفام قمر
میں جہاں صبح و شام قمر
تُسی پختہ تے میں خام قمر
مینوں دیوو عشق دا جام قمر
تیرے نام چوں چانن پُھٹدا اے
تیرے نام نوں لکھ سلام قمر
تیری شان قمر ذیشان قمر
تیری شان توں میں قربان قمر
دن رات ہے ورد زبان قمر
تیرے چرچے وچ جہان قمر
ہر عاشق دی جند جان قمر
سرکار قمر "سلطان قمر"
ہر ویلے ہے سر متھے تے
تیرا قول قمر، فرمان قمر

تیری ذات توں باہوؒ صدقے جاں
تیرا فیض قمر، فیضان قمر
تیرا بوہا ملّ کے بیٹھے نیں
تیرے منگتے کردے مان قمر
تیرے عامر جی تے چن ، اکبر
وچ سجدے نیں ریحان قمر
تیری اکھ دے اک اشارے تے
تیرے نوکر واری جان قمر
میرے من دی نگری وسّ پوے
جے ہو جاوو مہمان قمر
تیری اُچی ہے پرواز قمر
تُوں فقر دا ایں شہباز قمر
تیری جھات قمر میرا ناز قمر
مقبول ہوون الفاظ قمر
تیری چوکھٹ تے سر رکھدا اے
تیرا نوکر ہے ممتاز قمر

حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی

قطعہ

نبیؐ دی بیٹی عظیم زہراؑ
ہے نامِ احمدﷺ دی میم زہراؑ
کرم دی طاہرہ نوں خیر پانا
ہے ذات تیری کریم زہراؑ

نبی دی دُختر عزیز زہراؑ
ہے عصمتاں دی حفیظ زہراؑ
توں طاہرہ سیّد تے کرم کر دے
میں تیرے در دی کنیز، زہراؑ

طیبہ طاہرہ سیّد سلطانی
پرنسپل جامعۃ البتول فیضانِ باہوؒ
بخاری آئیڈیل سکول، حافظ آباد

کتابیات (مآخذات)

۱- القرآن الکریم — تراجم کنز الایمان، عرفان القرآن
۲- احادیث — صحاحِ ستّہ و دیگر
۳- ضیاء النبی ﷺ — از پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ
۴- سیرتِ مصطفیٰ ﷺ — از علامہ عبد المصطفیٰ اعظمیؒ
۵- الدرۃ البیضاء فی المناقب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا
۶- سیّدہ کائنات سلام اللہ علیہا — از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
۷- رموزِ بے خودی — از ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری
۸- رسالہ روحی — حضرت سلطان باہوؒ
۹- شرفِ سادات — مترجم: علامہ صائم چشتیؒ
۱۰- ازواجِ مطہرات و بناتِ طیّبات — از بیگم رفعت جبیں قادری
۱۲- البتولؑ — از علامہ صائم چشتیؒ
۱۳- خاتونِ جنت — از علامہ صائم چشتیؒ
۱۴- شاہنامۂ اسلام — از حفیظ جالندھریؒ
۱۵- خاتونِ جنت — از مجلس العالمیہ مکتبہ المدینہ، کراچی
۱۶- رزقِ سخن (گلدستۂ نقابت) — از محمد قاسم کیلانی
۱۷- انوارِ مودّت — تبسم قادری
۱۸- کلامِ اجمل — صاحبزادہ توصیف حیدر
۱۹- جلوے، لشکاں، کرناں — پیر سید ناصر حسین چشتیؒ
۲۰- فراتِ فکر — از محسن نقوی
۲۱- کلیاتِ نیازی — از عبد الستار نیازی

جمالِ زہرا
حافظ ممتاز علی نعیم سلطانی